ہر عمل کی جواب دہی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُسْأَلُ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ؟ وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ؟ وَعَنْ مَّالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ؟ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ؟ وَمَا ذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ؟))

[ترمذی: ٢٤١٦۔ الصحیحہ: ٩٤٦۔ صحیح لشواھدہ]

''ابن آدم کے پاؤں قیامت کے دن اپنے مقام سے اس وقت تک ہل نہیں سکیں گے جب تک وہ پانچ باتوں کا جواب نہ دے دے گا۔

① ...... اپنی عمر کہاں ختم کر دی؟

② ...... اپنی جوانی کہاں پرانی کر دی؟

③ ...... اپنا مال کہاں سے کمایا؟

④ ...... اور اسے کہاں خرچ کیا؟

⑤ ...... جو کچھ وہ جانتا تھا اس کے مطابق کیا عمل کیا؟''

جنت کی چابی

(۳۷)...... وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةً اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ [احمد: ٥/ ٢٤٢]

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی چابیاں لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔''

طیبی کہتے ہیں مفاتیح الجنۃ مبتدا ہے اور شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ اس کی خبر ہے۔ اور ان میں بظاہر مطابقت موجود نہیں۔ تو یہ شاعر کے اس قول کی طرح ''ومعی جیاعا'' یعنی بھوک سے لاغر اونٹنی کی آنتیں بھوکی ہیں گویا کہ اس کی آنتوں کا ہر حصہ شدتِ بھوک سے ایک آنت کی طرح ہے۔ اسی طرح لا الٰہ الا اللہ کی شہادت جو اپنے ضمن میں بہت سے اعمال صالحہ لیے ہوئے چابیوں کے دندانوں کی طرح اس کا ہر حصہ ایک چابی کی طرح ہے۔ یعنی جب لا الٰہ الا اللہ کی شہادت اعمال صالحہ کے ساتھ موجود ہوگی تو وہ جنت کی چابی کا کام دے گی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شہادت یہاں جنس ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہر آدمی کے جنت میں دخول کے لیے چابی ہے چاہے شروع میں داخل ہو یا آخر میں اور اعمالِ صالحہ تو محض بلندیٔ درجات کے لیے ہیں۔ یا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ شہادت چوں کہ جنت کے دروازوں کی چابی ہے اسی لیے یہ بہت سی چابیوں کے قائم مقام ہے جن سے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہاں کفر کو دخولِ جنت سے بطورِ تالا اور اسلام کو دخولِ جنت کے لیے بطورِ چابی قرار دیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جس کو اپنا کر میں جنت میں داخل ہوسکوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، فرض نماز ادا کرو، اسی طرح فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان شریف کے روزے رکھو۔ [بخاری: ١٣٩٧۔ مسلم: ١٥/ ١٤]

ایک حدیث میں اسلام کی پانچ بنیادیں بیان کی گئی ہیں جس میں شہادتین، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا ذکر کیا گیا۔

[بخاری:٨، مسلم: ٤٠/ ٤٤]

اسی طرح دیگر روایات میں بھی ان اعمال کے علاوہ دیگر اعمال کا ذکر ہے جن میں حقوق اللہ اور حقوق العباد بیان کیے گئے۔

وہب بن منبہ کو کسی نے کہا کیا لا الٰہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، لیکن ایسی کوئی چابی نہیں ہوتی جس کے دندانے نہ ہوں تو اگر آپ ایسی چابی لائیں کہ جس کے دندانے ہوں تو تمہارے لیے تالا کھل جائے گا ورنہ وہ تالا نہیں کھلے گا۔

[بخاری تعلیقاً وفی تاریخہ: ١/ ٩٥۔ ٢٦١ اوّل الجنائز وابو نعیم فی الحلیہ: ٤/ ٦٦]

فہرست

جواهر پارے	ہر عمل کی جواب دہی		1
کلمۂ طیبه	جنت کی چابی	(عبدالصمد ریالوی)	2
اداریه	آٹھ چیزیں	(حافظ احمد شاکر)	5
احکام ومسائل	احکام ومسائل	(حافظ ثناءاللہ خان مدنی)	7
مواعظ وعبر	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات	(محمد عبیداللہ خاں عفیف)	9
بصائر ومعارف	اہل سنت والجماعت کسے کہتے ہیں؟	(حافظ عثمان فاروقی)	14
مقامِ رسالت	توہین رسالت پر احتجاج	(عبیداللہ لطیف)	17
مذاهب باطله	مرزائیت اور اوّلیں فتویٰ تکفیر	(محمد سلیم چنیوٹی)	19
یادِ رفتگاں	شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب	(محمود احمد پرتاپ گڈھی)	22
افکار معاصرین	محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری	(عبیداللہ عابد)	26
تبصرۂ کتب	تبصرۂ کتب	(محمد سلیم چنیوٹی)	28
فهرست کتب	فہرست کتب		30

آخرت میں گنہ گار کا کھانا

﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ o طَعَامُ الْاَثِيْمِ o كَالْمُهْلِ ج يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ o كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ o﴾

[الدخان: ٤٣ تا ٤٦]

''یقیناً تھوہر کا درخت گنہ گار کا کھانا ہوگا، پگھلتے ہوئے تانبے کی طرح جو پیٹ میں اس طرح ابلے گا جس طرح پانی کھولتا ہے۔''

دنیا میں رجا ہوا آخرت میں بھوکا ہوگا

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکار لیتے ہوئے سنا تو فرمایا:

اَقْصِرْ مِنْ جُشَائِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُهُمْ شَبْعًا فِي الدُّنْيَا .

[ترمذی: ٢٤٧٨۔ ابن ماجه: ٣٣٥٠ حسن للشواهد]

''اپنے ڈکار ذرا کم کرو، کیوں کہ قیامت کے روز لمبی دیر تک وہ لوگ بھوکے رہیں گے جو دنیا میں لمبی دیر تک سیر رہے ہوں گے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی آزمائش میں مبتلا آدمی کو دیکھ کر درج ذیل دعا پڑھی تو وہ اس آزمائش میں چاہے جیسی بھی ہو کبھی مبتلا نہ ہوگا۔ دعا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا .

[الترمذی: ٣٤٣١۔ الصحیحه: ٦٠٢]

''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے اس آزمائش سے محفوظ رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت بخشی۔''

آٹھ چیزیں

اداریہ حافظ احمد شاکر

کیا ہمارے حکم رانوں کے سان وگمان میں وہ آیت کریمہ ہے اور کیا جماعتوں کے مذہبی مشیر یا ان کے علماء ومشائخ ونگ ان کو اس آیت کریمہ کی طرف متوجہ نہیں کر رہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہیں تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، زوج، خاندان کے افراد، مال جو تم کماتے رہے اور تجارت جس کے نقصان سے تم خوف زدہ ہو اور رہائشیں جو تم کو بھاتی ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر ٹھہرے رہو حتی کہ اللہ کا حکم آجائے۔''

ہم اپنے سیاست دانوں اور حکم رانوں کے مطالبات وخواہشات کا جائزہ لیں تو انہی آٹھ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے آیت میں بیان فرمایا ہے جن کی طرف ہم سے ہر فرد حسب وسائل اور حسب وسعت کیا حاکم کیا محکوم اور کیا بادشاہ اور کیا رعایا جن کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جناب سید مخدوم رضا گیلانی وزارت عظمیٰ پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلی قرار داد اپنے نانا ﷺ کی ناموس وعظمت کی حفاظت پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے، تو شۂ آخرت بناتے اور حق نسبِ آلِ رسول ادا کرتے۔ لیکن نہ جانے انھوں نے ایسا کیوں نہ کیا، یا شاید وہ ایسا کر نہ سکے۔ ع رموزِ مملکت خسرواں دانند،

خاکوں کی اشاعت پر احتجاج ابھی جاری تھا کہ ہالینڈ یعنی یورپ ہی کے ایک نا ہنجار نے مسلم امہ کی ایذا رسانی کے لیے ایسے ہی انداز کی ایک فلم بھی بنا کر ریلیز کر دی جسے اخبارات کے مطابق مسلمانوں کے احتجاج اور ردّعمل کے خطرات کے پیش نظر انٹرنیٹ سے فی الحال ختم کر دیا گیا ہے۔ ہمارے علم کی حد تک دیگر مسلم ممالک میں سے کسی اہم ملک کا کوئی مضبوط ردّعمل تو ابھی تک سامنے نہیں آیا لیکن وطن عزیز میں سے ہر حلقہ حتی المقدور اپنے احتجاجات ریکارڈ کروا رہا ہے۔ لیکن جو کسی مملکت کا حکومتی ردّعمل اپنے حکم ران کی اہانت، عسا کر پر تنقید، سرحد کی خلاف ورزی اور پالیسی میں دخل اندازی پر سرکاری ردّعمل ہوتا ہے مثلاً اُس کے مرتکب ملک کے سفیر کو دفتر خارجہ میں بلا کر وارننگ دینا، اس ملک کے سفیر کو واپس کرنا، اس ملک سے تجارتی لین دین ختم کرنا، یا ان سے سفارتی تعلقات ختم کر کے اس کا سفارت خانہ بند کر دینا اس طرح کا کوئی مضبوط ردّعمل ابھی تک ہمارے علم میں نہیں آیا۔ جس سے پہلی نظر میں محسوس ہوتا ہے کہ جمہوری اسلامی ملک پاکستان کے منتخب نمائندگان قومی وصوبائی اسمبلیوں کے نزدیک جمہوریت کی برآمدگی، اور عہدوں کی تقسیم...... معاذ اللہ...... جزوایمان حرمت رسول ﷺ سے...... خاکم بدہن...... شاید زیادہ اور اہم ہے کہ اتنے دن گزر جانے کے باوجود حکومت کی صدا یا می ترجیحات میں اس کا ذکر تک نہیں۔ پہلے سو دونوں کے دعوؤں بھرے اعلانات کے باوجود حرمت رسول پر قرار داد نہ پیش کی جاسکی، اور نہ اس کا کہیں ذکر ہماری نظر سے گزرا ہے۔ ڈاکٹر قدیر خان کی رہائی کا اعلان بھی شاید ''خیال خاطر احباب'' کے باعث اب تک نہ ہوسکا، گم شدگان کی بازیابی بھی شاید عدلیہ کی بحالی کی مرہونِ منت ہوگی لہٰذا اس کا ذکر بھی ابھی تک معدوم ہے۔ فی الحال وزارتوں کی تقسیم اور اتحادیوں کے ''معاملات'' طے ہو رہے ہیں اور سیاست کی شطرنج پر سارے کھلاڑی اپنی اپنی چال چلنے پر توجہ مرکوز کیے بیٹھے ہیں۔ حالاں کہ سادات ہونے کے ناطے سے جناب وزیر اعظم کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے ''احکامات'' کی ابتدا گستاخی رسول کے مرتکب ملک سے سفارتی تعلقات ختم کرنے، اس کے بائیکاٹ کے حکم اور اس موضوع پر مسلم امہ کو یک جا کرنے، ان کی کانفرنس بلانے اور مسلم امہ سے ہالینڈ اور ڈنمارک سے معاشی انقطاع کی اپیل کر کے برکت حاصل کرتے اور ثابت کر دیتے کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے   نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

نئی کابینہ کے پہلے 100 دن:

شعراء کے بارے میں قرآنی حکم یہ ہے کہ ''وہ ہر وادی میں سرمارتے رہتے ہیں'' لیکن بعض اشعار کبھی کبھی حالات پر اس طرح منطبق ہوتے ہیں جیسے وہ اسی موقع کے لیے کہے گئے تھے۔ اسی طرح کا مرزا غالب کا ایک مشہور شعر ؎ کتنے شیریں ہیں ترے لب کہ رقیب گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا

نئی کابینہ کو حلف اٹھاتے اور جناب صدر کو حلف لیتے یاد آ گیا، کہ رقیب یعنی جناب صدر اقتدار کی بقا کے لیے اور نئے وزراء کو چۂ اقتدار میں داخل ہونے کے لیے ایک دوسرے کے الزامات، اتہامات سب...... گالیاں...... بھول بھلا کر ایک دوسرے کے کام آنے لگے۔

﴿ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ﴾ ''یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں کے درمیان پھیر پھیر کر لاتے ہیں۔''

اگر چہ وطن عزیز میں حکومتوں، حکمرانوں اور سیاست دانوں کے بارے میں تصور کبھی شفاف نہ رہا لیکن گزشتہ آٹھ سالوں میں دوسری منڈیروں سے پھدک کر آنے والے سورج مکھیوں اور چچوری ہوئی ہڈیاں دسترخوانوں سے کھانے والوں کا رویہ ہمارے سامنے تھا کہ اب موجودہ سیاسی اتحاد نے ماضی کی بدعنوانیوں کے تمام داغوں کو دھو دیا یا ان کی لیپا پوتی اس طرح کی کہ اس سے ثابت ہو گیا کہ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے سب ہی ''ہن کی حرص'' کے اسیر ہوئے

ہر حکمران کے لیے کوئی نہ بزرجمہر قدرت نے محفوظ رکھا ہوتا ہے جو اس کے لیے نیا نعرہ، نئے الفاظ اور نئے لوگ دریافت کرتا اور مہیا کرتا ہے۔ نئے وزیر اعظم نے آتے ہی ایک نئی اصطلاح ''سو دنوں کی ترجیحات'' ایجاد فرمائی، یہ ایجاد نہ جانے مستقبل کا آئینہ اور خدشہ ہے یا تجرباتی عرصہ۔ تاہم ان صدا یامی ترجیحات کی مثال کینسر کے مریض کے لیے ٹوٹکے جیسی ہے کہ برسوں بلکہ عشروں کے بگڑے ہوئے نظام کی سو دنوں میں کایا پلٹ ہو جائے؟ ع خوش نما لگتا ہے ''یہ غازہ'' ترے رخسار پر۔

جناب وزیر اعظم نے صد ایامی ترجیحات میں وزیر اعظم کے اخراجات میں چالیس فیصد کمی، وزراء کے لیے 1600 سی سی گاڑیاں، گندم کی امدادی قیمت کا اعلان ایک سال میں ۲۲۰۰ میگا واٹ بجلی مزید پیدا کرنے کا عزم، ملازمین کے لیے کم از کم اجرت کا اعلان جیسے خوش نظر اعلان کے ساتھ مدارس کے آڈٹ کا تذکرہ بھی ہے۔ جو کبھی امریکا کا واضح ایجنڈا تھا پھر مستور کر دیا گیا اور آج پھر زندہ کیا جا رہا ہے جس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ

ع قیاس کن زگلستان من بہارِ ما

یہ نعرے اور وعدے کب اور کتنے عرصے میں پورے ہوتے ہیں اس کے لیے کم از کم ۱۰۰ دن تو انتظار ضرور کرنا چاہیے۔ ہاں وزیر اعظم کے اخراجات میں کمی، وزراء کی بچت پالیسی، فوجی افسروں کی اپنے اداروں میں واپسی کے ساتھ ساتھ اگر سفید ہاتھی یعنی گراں مشاہروں پر رکھے ہوئے مشیروں کو بھی فارغ کر دیا جائے تو اس سے ان شاء اللہ قوم کا بڑا بھلا ہو گا۔ میلے میں طوطی کی صدا یعنی ہمارا مشورہ کون سنتا اور کہاں تک پہنچ سکتا ہے صرف ہماری خواہش یہ ہے کہ مذکورہ بالا بچت کرنے میں اگر نئی حکومت واقعی سچّی اور سُچّی ہے تو اس کو یہ سب بچت عوام پر بایں انداز نچھاور کر دینی چاہیے کہ آٹا، پانی، بجلی اور گھریلو ایندھن یعنی گیس کے لیے سب سڈی کے طور پر دے دے اور صنعتی میدان میں بجلی و گیس کے نظام کو بہتر اور سستا کر کے صنعت کا پہیہ چالو کرنے کی کوشش کرے تا کہ وطن میں امن و امان ہو، فاقہ کش عوام کو روزگار ملے جس کے نتیجہ میں ڈاکہ، راہ زنی وغیرہ جرائم یقیناً کم ہوں گے اور ان شاء اللہ دہشت گرد اور خود کش حملوں کے ختم ہونے کی توقع رکھنی چاہیے۔ اس طرح ملٹی نیشنل کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ پر مضبوط ہاتھوں سے گرفت کرنی چاہیے۔ خصوصاً ادویات، کہ یہ کمپنیاں اسی نسخہ کی پاکستانی ادویات کے مقابلے میں اپنی دوائیوں کی مہنگی ترین قیمتیں رکھتی ہیں جس کے لیے وہ مہنگے ڈاکٹروں اور سپیشلسٹوں سے ''تعاون'' کر کے ان کا تعاون حاصل کرتی ہیں۔ سو دنوں میں اگر عوام کے خوراک کے اخراجات کم ہو گئے، سرکاری بلز میں کمی آ گئی، تو پھر یہ حکومت واقعی عوامی اور جمہوری تسلیم کر لی جائے گی۔ اسی طرح بینکوں کی لیز پر گاڑیاں دینے پر پابندی لگا دی جائے، بینکوں سے رقوم نکلوانے کے ٹیکسز ختم کر دیئے جائیں تو اس سے عوام کو یقیناً ریلیف ملے گا اور عوام سید بادشاہ کو دیر تک سروں پر بٹھائے بھی رکھیں گے اور آنے والے حکمرانوں کے لیے یہ روشن مثال بھی ہوں گے۔ فاٹا، شمالی علاقہ جات اور بلوچستان میں برسرپیکار مسلمان بھائیوں کے لیے دل نرم اور ظرف جتنا وسیع ہو گا اتنا ہی اسلام، مسلمانوں اور وطن کے لیے بہتر ہو گا۔

احکام ومسائل

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خان مدنی صاحب

سوال: نمازِ جمعہ کی سنتوں کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ کل کتنی ہیں۔فرض سے قبل کتنی اور بعد میں کتنی۔اس میں سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کون سی ہیں۔ براہِ کرم بحوالہ حدیث رکعتوں کا شمار اور تاکید اور غیر تاکید کی پوری تحقیق کے ساتھ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

[سائل: عبدالودود، جامعہ ترتیل القرآن، باغی بندمیانہ]

جواب: شرعی اصطلاح میں فرضوں کے علاوہ سب نوافل ہیں۔ مؤکدہ غیر مؤکدہ فقہائے کرام کی اصطلاح ہے۔نمازِ جمعہ سے قبل نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں جتنے ممکن ہوں پڑھے جاسکتے ہیں۔ حدیث میں ہے:《ثم یصلی ما کتب له 》[بخاری: ۸۸۳] اور صحیح مسلم [رقم: ۸۵۷/ ۲۶] میں ہے:《فصلی ما قدر له 》اور نماز جمعہ کے بعد چار رکعات ہیں۔[مسلم] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول، ص: ۶۲۵

سوال: پانی کی ٹینکی ہے جس میں قریباً دواڑھائی من پانی ہوتا ہے۔ پانی اس میں جاری رہتا ہے مثلاً موٹر کے پائپ سے پانی داخل ہوتا ہے ادھر خارج بھی ہوتا رہتا ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر اس ٹینکی میں چھپکلی گر جائے زندہ یا مردہ یا اس پانی میں جانور حلال یا حرام بیٹ کر دیں تو کیا اس پانی کو استعمال کیا جاسکتا ہے؟

جواب: ایسی صورت میں ٹینکی سے پانی نکال کر اسے صاف کر لینا چاہیے۔پانی اصلاً پاک ہے، دوطرح سے نجس ہوتا ہے: ① نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، بو، مزہ بدل جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔ ② اندازاً پانچ مشک سے اس کی مقدار کم ہو تو نجاست کے پڑنے سے پلید ہو جاتا ہے خواہ رنگ، بو، مزہ بدلے یا نہ بدلے۔ پانی میں کوئی پاک شے پڑنے سے بعض دفعہ اس کا نام اور ہو جاتا ہے مثلاً شربت یا عرق یا لسی وغیرہ۔تو اس سے وضو اور غسل نہیں ہوگا ہاں اگر پانی کا نام نہ بدلے جیسے کنوئیں میں پتے گرنے سے رنگ، بو، مزہ بدل جاتا ہے مگر اس کا نام پانی ہی رہتا ہے اس سے وضو غسل وغیرہ درست ہے۔یہی حکم پانی میں حلال جانور کے گرنے کا ہے۔

سوال: کیا گاڑی یا کشتی پر فرض نماز ادا کرنا جائز ہے؟

جواب: اصل یہ ہے کہ فرض نماز زمین پر ادا کی جائے۔ ہاں البتہ اضطراری حالت میں جواز ہے تاہم کشتی میں نماز کے جواز کی تصریح موجود ہے۔ملاحظہ ہو منتقی الاخبار، باب الصلاۃ فی السفینۃ۔ [نیل الاوطار: ۳/ ۲۱۱]

سوال: سگریٹ یا تمباکو کا کاروبار کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

[سائل: جمیل احمد فاروقی گوناعود، گوجراں والا]

جواب: صحیح مسلک کے مطابق حقہ، سگریٹ حرام ہے۔لہٰذا اس کا کاروبار کرنا بھی حرام ہے۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ اہل حدیث: ۳/ ۳۱۸۔

سوال: میرے والد صاحب نے اپنی جائداد میں سے میری والدہ کے کہنے پر اُن کا شرعی حصہ جو کہ 1/8 ہے اپنے نواسے کے نام منتقل کر دیا ہے۔اب جب کہ وارث اور وراثت میں حصہ داران سب زندہ ہیں تو قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ عنایت فرمائیں کہ اِس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ [عبدالروف، لانڈھی کراچی]

جواب: بقیدِ حیات عطا کردہ چیز کا نام ہبہ ہے وراثت نہیں۔ وراثت

کا تعلق موت کے بعد سے ہے۔ معلوم نہیں والدین میں سے پہلے کس نے فوت ہونا ہے۔ لہٰذا والدہ کا یہ قول کہ میں شوہر کی وراثت سے اپنا حصہ نواسے کے نام منتقل کرتی ہوں بلا فائدہ کلام ہے شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں البتہ والد بذاتِ خود اپنی ملکیت سے نواسے کو کوئی شے ہبہ کرنا چاہے تو ایسا کرسکتا ہے کیوں کہ وہ اس کا مالک ہے اور باقی حصہ داران کی بھی یہی حیثیت ہے۔

سوال: کیا کوئی شخص کسی ایسی چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کی ابھی اُس نے قیمت ادا نہیں کی، سودا ہو چکا ہے اور بیچنے والے نے خریدنے والے کے حوالے کردی ہے لیکن ابھی قیمت کی ادائیگی نہیں ہوئی اور بیچنے والے کو بھی کوئی اعتراض نہیں کہ خریدنے والا ابھی قیمت ادا کیے بغیر اُس چیز سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ مثلاً ایسی چیز کو کرائے پر دے یا کسی اور طریقے سے فائدہ اٹھائے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: بیع اگر شرعی شروط کے ساتھ ہے تو فائدہ اٹھانا درست ہے قیمت کی فوری ادائیگی ضروری نہیں۔ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے:

ان النبی ﷺ اشتری طعاما من یهودی إلی أجل فرهنه درعه ـ [بخاری، باب شراء الطعام الی اجل]

''نبی ﷺ نے ایک یہودی سے میعادِ معین تک کھانا خریدا پس اس کے ہاں اپنی زرہ گروی رکھی۔''

سوال: یہ جو تصویر والا شناختی کارڈ ہے اور پاسپورٹ وغیرہ یا اس طرح کے دیگر کاموں میں جیسے آج کل تصویر کی پابندی لگائی جاتی ہے کیا ان کاموں کے لیے ایسی صورت میں تصویر بنوانا جائز ہے۔

[حسن ماڈل ٹاؤن، گوجراں والا]

جواب: بوقت ضرورت جائز ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: آداب الزفاف فی السنة المطهرة علامہ البانی، ص: ۱۰۷، ۱۰۸



شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

محمد عبیداللہ خاں عفیف

عالم اسلام کی حالیہ بین الاقوامی زبوں حالی، نکبت وادبار کی اُمڈی گھٹاؤں کے پریشان کن تناظر میں اور بالخصوص چشم بد دور وطن عزیز پاکستان ایٹمی طاقت کا مالک ہوتے ہوئے بھی یہود وہنود اور نصاریٰ سے اپنی بقا کی بھیک مانگ رہا ہے۔ ہمارے پالیسی ساز ادارے امریکا سے ڈکٹیشن کے لیے مجبور نظر آرہے ہیں جب کہ ترقی اور استحکام کے تمام وسائل قدرت نے بڑی فیاضی کے ساتھ عطا فرما رکھے ہیں۔ لاکھوں کی مسلح افواج اور افرادی قوت کے اعتبار سے ۱۶ کروڑ کی آبادی پر محیط ہے۔ بایں ہمہ امریکا کے بوٹوں تلے روندا جا رہا ہے۔ اس کربناک کسمپرسی، شرمناک بزدلی ودرماندگی اور وحشت ناک حالت زار کے تناظر میں ہر حساس اور دردمند مسلمان کے دل سے یہ سوال اٹھتا ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ خلیفہ اسلام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ علی الترتیب رومی ریاست کے فرماں روا اور فرانس کے بادشاہ مسٹر شارلیمان کو 'یا ابن الکلب' (اے کتے کے پلے) کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ اسلامی پھریرا اقصائے عالم پر لہرا رہا اور معاندین اسلام کی آنکھوں کو خیرہ کررہا تھا۔ اسلامی فتوحات کا سیل بے کراں ہر جہت تلاطم میں رواں دواں تھا۔ غازیانِ اسلام کی ترکتازیوں سے کفر کے در و دیوار لرز رہے تھے۔ ایک طرف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کسریٰ کی وسیع وعریض اور اس دنیا کی عظیم طاقت ورسلطنت کو تاخت وتاراج کررہے تھے اور دوسری طرف خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہما قیصر کی سلطنت کے پرزے اڑا رہے تھے۔ مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپیں سن کر چین کا بادشاہ لرزہ براندام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے امان کی بھیک مانگتا ہوا دیکھا جاتا تھا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كسر كسرى قصر قيصر وفتحت بلاد المغرب إلى أقصى ما هنالك الاندلس وقبرص وبلاد قيروان وقتل المسلمون من الترك مقتلة عظيمة جداً وخذل الله ملكهم الأعظم خاقان وجبى الخراج من المشارق والمغارب إلى حضرة أمير المؤمنين عثمان بن عفان وذلك ببركة تلاوته ودراسته وجمعه الأمة على حفظ القرآن ۔

[سورۂ نور، آیت:۵۵، ج:۳، ص:۳۰۱]

''کسریٰ کی حکومت کے پرخچے اڑا دیئے گئے اور کسریٰ قتل کردیا گیا۔ قیصر کی سلطنت سکڑ کر رہ گئی، اقصائے بلاد مغرب، اندلس، قبرص اور قیروان کے علاقے فتح ہوگئے۔ ترکوں کی دھجیاں بکھیر دی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ترکی کے خاقان اعظم کو رسوائے زمانہ بنا دیا اور امت مسلمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد پر فتوح میں قرآن کی تلاوت اور اس کے حفظ ودراست کی برکت سے دنیائے کفر سے جزیہ اور خراج وصول کررہی تھی۔''

ایک طرف اسلامی جرنیل بحر ظلمات میں گھوڑا ڈال کر سمندر کی خوفناک ٹھاٹھوں سے یہ پوچھتا نظر آتا تھا کہ کیا اس سمندر کے پرے انسان آباد ہیں کہ میرے دل میں وہاں بھی اسلام کا جھنڈا گاڑنے کی انگڑائیاں مچل رہی ہیں۔ دوسرا اسلامی جرنیل صحرائے بربر کے ٹیلے پر کھڑا ہوکر جنگل کے درندوں اور سانپوں کو خطاب کرتا ہے کہ سن لو! میں

محمد عربی ﷺ کا سپاہی ہوں، یہاں ہم نے قیروان نامی چھاؤنی تعمیر کرنی ہے۔ لہٰذا تم سب کل تک جنگل چھوڑ کر کسی اور جگہ اپنا بسیرا کرلو، ورنہ کل کے بعد تمھیں امان نہیں ملے گی۔ تو جنگل کے درندے اور سانپ، بچھو اپنی اپنی کچھاریں خالی کرکے جانے لگتے ہیں۔ دریا غازیوں کے لیے راستہ چھوڑ دیتا تھا اور جنگل کا بھوکا شیر رات کی سنگین سیاہی میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا پہرہ دیتا ہے۔ تو دوسری طرف حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت مہد میں بھیڑا بکریوں کو دیکھ کر آنکھیں نیچی کرکے گزرتا دیکھا جاتا تھا۔ [تاریخ ابن جریر طبری]

مبلغین اسلام کی تبلیغوں، سیاحوں کی سیاحتوں، تاجروں کی آمد ورفت، غازیان اسلام کی ترکتازیوں اور اسلامی فتوحات کی وسعتوں کو خواجہ الطاف حسین حالی رحمہ اللہ دردانگیز لہجے میں منظوم پیش کرتے ہیں:

سدا ان کو مرغوب سیر و سفر تھا
ہر اک براعظم میں ان کا گزر تھا
تمام ان کا چھانا ہوا بحر و بر تھا
جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا
وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو
جہاں کو ہے یاد ان کی رفتار اب تک
کہ نقش قدم ہیں نمودار اب تک
ملایا میں ہیں ان کے آثار اب تک
انھیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات ان کے ازبر
نشان ان کے باقی ہیں جبل الٹر پر

مبلغین اسلام، مسلمان تاجروں اور اسلامی سیاحوں کے تذکرہ کے بعد اسلامی فتوحات کی وسعتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نہیں اس طبق پر کوئی براعظم
نہ ہوں جس میں ان کی عماراتِ محکم
عرب ہند مصر اندلس و شام دیلم
بناؤں سے ہے ان کی معمور عالم
سر کوہِ آدم سے تا کوہ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے ان کا
وہ دین حجازی کا بے باک بیڑا
نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا
نہ عماں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا
کیے پے سپر جس نے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دھانہ میں گنگا کے آ کر

مختصراً یہ کہ جنگ یرموک میں ساٹھ پراسرار غازیوں کے ہمراہ ساٹھ ہزار رومیوں کا مقابلہ کرنے والا اللہ کا سپاہی اور اسلام کا اوّلین فیلڈ مارشل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دریائے اندلس کو پار کرکے کشتیاں جلا دینے والا جنرل طارق بن زیادہ رحمہ اللہ بھارت کے مہا دیوتا سومنات کو پاش پاش کردینے والا غازی سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ اور سالوں پر محیط جنگ لڑنے کے بعد بیت المقدس کا فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی جیسا آج اسلام کا جسور اور غیور پاسبان سلطان یا جرنیل کیوں نظر نہیں آرہا کہ غربت اسلام صدیوں سے اس کی راہ تک رہی ہے۔

وہ دل کہاں سے لاؤں تیری یاد جو بھلا دے
مجھے یاد آنے والے کوئی راستہ بتا دے

مگر آج ترقی کے اس دور میں دنیا کے جغرافیائی نقشہ پر مسلمانوں کی ساٹھ سے زیادہ حکومتیں قائم ہیں۔ آبادی اور افرادی قوت کے اعتبار سے لاکھوں میں مسلح افواج سمیت اسلامی امہ دنیا کی سب سے بڑی آبادی ہے۔ سونے، چاندی، جواہر کی معدنیات اور تیل کے ذخائر سے مالا مال ہے۔

مگر یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ...... گستاخی معاف...... سعودی عرب سمیت ان ساٹھ ملکوں میں کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جو

اپنے پاؤں پر کھڑا نظر آتا ہو۔ایک ارب سے متجاوز افرادی قوت رکھتے ہوئے سب کے سب اغیار کی مستعار بیساکھیوں پر کھڑے ڈول رہے ہیں۔حتی کہ پاکستان جیسے ایٹمی ملک کا فوجی وردی میں ملبوس صدر اور لاکھوں شیر دل مسلح افواج کا جنرل بش جیسے بین الاقوامی دہشت گرد اور خونخوار بھیڑیے کی ایک ٹیلیفون کال پر غلام بے دام بن کر سجدہ ریز ہوجاتا ہے۔ لاکھوں بے گناہ افغانی، عراقی اور پاکستانی مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کے معصوم خون سے ہاتھ رنگ لینے کے باوجود اپنے صہیونی آقا کو اپنی غیر مشروط وفاداری اور بے دام غلامی کا یقین نہیں دلا سکا اور آج اپنی بزدلانہ اور احمقانہ پالیسیوں کے نتیجہ میں ذاتی تحفظ کی تلاش اور محلاتی سازشوں میں کھویا ہوا سیاست کی پرخطر وادی میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے۔گویا

میرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا
تجھے مل گئی اے دل کفرانِ نعمت کی سزا

اے کاش کہ ہمارے صدر صاحب شکست ندیدہ اسلامی تاریخ کی بے داغ پیشانی پر اپنی بزدلی کا بدنما دھبہ نہ لگاتے ۔

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
مگر تیرے عہد سے پہلے کبھی یہ دستور نہ تھا

آمدم برسر مطلب ہے کہ آج وہ اسلامی پھریرا سرنگوں کیوں ہے، دنیائے کفر سے خراج اور جزیہ وصول کرنے والی اسلامی امہ باجگزاروں کی نہ صرف باجگزار بن چکی ہے، بلکہ تماشہ گاہ عالم اور یہود ونصاریٰ کی من مانیوں کی آماجگاہ بن کر رہ گئی ہے اور علاج کی سہولتوں سے محروم مریض کی طرح سسکیاں لے رہی ہے۔ہم سب کچھ ہوتے ہوئے اغیار کی نظروں میں کچھ بھی نہیں اور بحر مذلت میں پڑے ڈبکیاں لے رہے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَاِلَیْكَ الْمُشْتَکٰی .

پھولوں کے تخت پر جب شاہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلیں تھیں شور تھا غل تھا

جب آئے دن خزاں کے نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

ہم اپنی ملی فراموشی، ضعیف الاعتقادی، ثقافتی محرومی، اخلاقی انحطاط، ذہنی خود فریبی، سیاسی نکبت اور ریکارڈ توڑ بزدلی کی شکایت کریں تو کس سے کریں؟

ہم فریاد کریں تو کس سے کریں
ہم دل کا افسانہ کس سے کہیں
آنکھیں ہیں تو سوکھی جھیلیں ہیں
دل آج بھی سنگ و آہن ہیں

میں ابھی اپنے جذبات کے آنسو صفحہ قرطاس پر بکھیر رہا تھا کہ دفعۃً چرخِ نیلی فام سے اس دلدوز سوال کا جواب سنائی دیتا ہے کہ جب اقتدار کے بھوکے اہلکار محلاتی سازشوں کے ذریعے اسلامی خلافت کے قصر رفیع میں رخنے ڈال کر طوائف الملو کی کو حصول اقتدار کا زینہ سمجھ بیٹھیں۔اسلامی جہاد وقتال فی سبیل اللہ کو امن عالم کا دشمن اور غارت گر قرار دے کر اس سے دستکش ہوکر چنگ ورباب اور عیش وعشرت میں مگن ہوجائیں، احکام شریعت کی تضحیک اور اسلام کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے لگیں، علمائے سوء منڈی کا مال بن جائیں، علمائے ربانی کی آواز کو بزور دبا دیا جائے،فواحش ومنکرات کے فروغ کے لیے فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بن باس کردیا جائے،ظلم وجور کا بازار گرم کرنے کے لیے عدل وانصاف کو دیس نکالا دے دیا جائے،سرکاری خزانے کی لوٹ سیل لگ جائے، بندر بانٹ کے ذریعے اربوں روپیہ شیر مادر سمجھ کر اپنے نام پر غیر ملکی بینکوں میں منتقل کرکے محفوظ کرلیا جائے،اپنے اقتدار کے تحفظ میں اپنی ہمنوا بے دین لابی اور خوشامدی عناصر کو کلیدی انتظامی اور عدالتی مناصب پر تعینات کردیا جائے، قاتلوں اور ڈاکوؤں پر قائم مقدمات واپس لے لیے جائیں، نظریاتی ملک کو سیکولر ملک کے قالب میں ڈھالنے کے لیے خالص توحید کے پروانوں کو سنت کے متوالوں کو اور منہج سلف کے شیدائیوں کو انتہا پسندی اور بنیاد پرستی (الاستقامة علی الحق) کی دشنا میں بکنے لگیں۔

لادینی اور زندیقیت کو روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر فروغ دینے لگیں، اسلام کے عدل گستر نظام کو فرسودہ کہا جائے، معاشرہ کو کنٹرول کرنے، رعایا کے ناموس ومال اور جان کو تحفظ فراہم کرنے والی اور فواحش ومنکرات کا قلع قمع کرنے والی حدود الٰہیہ کو وحشیانہ سزائیں مشہور کر کے عوام کو اسلام سے متنفر کیا جانے لگے، اسلامی نظام پر طاغوتی نظام کو ترجیح دی جانے لگے، اسلامی معاشرہ کو سیکولر معاشرہ بنانے کے لیے مدارس اور جامعات میں ملحدانہ نصاب تعلیم رائج کر دیا جائے، تاکہ ملت کے نونہال اور مستقبل کے معمار اسلام کی فطری اور فکری تعلیم اور اس کی برکات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اسلامی نظام کے نفاذ کی ضرورت محسوس ہی نہ کریں، محکموں میں مردوں کے دوش بدوش مغربی تہذیب کی دلدادہ جوان لڑکیوں کو بٹھا دیا جائے، صوفی گروہ احکام شریعت سے آنکھیں موند لیں اور قبروں کے گھروندوں کو معرفت کا دھانہ، حقیقت کا مرکز، انوارِ الٰہیہ کا مسکن اور فیضان کا منبع باور کر کے چلے کاٹنے لگیں، عقیدہ توحید سے ناآشنا اور اتباع سنت سے محروم ضعیف الاعتقاد جاہل اور بے عمل عوام کو دیدار الٰہی اور جنت کے چکمے دے دے کر اپنی پیری مریدی کے اطواق سلاسل میں جکڑ کر شرک وبدعت اور قبر پرستی کا رسیا بنا کر نذرانے وصول کرنے لگیں اور یوں اپنے خانقاہی (معاشی اور قبوری کاروبار) نظام کے تحفظ میں مشغول ہو جائیں، گویا

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

کا مصداق سا جھلملانے لگے، تو پھر اللہ مالک الملک المعز المذل اپنے ازلی فیصلے ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ کے ساتھ مشروط نصرتوں کو واپس لے کر اپنے اور رسول کے باغیوں، ملک وملت کے غداروں، حرام خور سرمایہ داروں، خوشامدی وزیروں اور بے ضمیر مشیروں، قیادت کے لباس میں ملبوس خائنوں کے ذمہ واجب الاداء اربوں کے قرضے اپنے مستقبل کے تحفظ میں بے دریغ معاف کر دینے والے، غریبوں کے خون نچوڑ لینے والے، خود فریبی خودنگری اور خودستائی کے حصار میں محصور، ظالم اور سفاک حکمرانوں کو اپنے قانون استدراج وامہال کے مطابق حَبْلُكَ عَلٰى غَارِبِكَ کہہ کر اپنے علم میں ان کی اجل مقررہ تک رسی دراز کر دیتا ہے۔ تاکہ ناحق قتل وغارت، سلب ونہب، سرکاری خزانہ کی سیل، اسلامی نظام کی تضحیک، حدود اللہ کا استہزاء ملت کے راسخ العقیدہ مسلمانوں پر انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کی پھبتیوں، اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی دبیز تہ میں مستور لادینی، الحاد، فسق وفجور، ختل وغدر، وعدہ خلافی، ڈھٹائی، عیاشی اور فحاشی پر استوار فرعونیت کے نقشہ میں استبداد وبربریت، خون ریزی، عیاریوں، مکاریوں، سیاسی حماقتوں، قومی خیانتوں، اخلاقی بداعمالیوں، ناعاقبت اندیشیوں اور عصیان وطغیان کے تمام رنگ بھر لیں، ہر چیز کی ریل پیل اور اقتدار کے پندار میں از ا ولا غیر ری کی بانسری بجانے لگ جائیں، قرآن عزیز کے الفاظ میں:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ [الانعام:٤٤]

''جب وہ نصیحت کو فراموش کر بیٹھے (جو خبردار کرنے کے لیے انھیں کی گئی تھی) ہم نے بھی ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ وہ ان چیزوں (نعمتوں) میں جوان کو ملی تھیں مست ہو گئے، تو ہم نے ان کو دھر لیا اور وہ ناامید ہو کر رہ گئے۔''

جب قانون استدراج اور امہال کی تمام دفعات کے تقاضے پورے ہو جاتے ہیں تب اسلام کے حریفوں، ابلیس کے حلیفوں، الحاد کے نقیبوں، فساد فی الارض کے خوگروں اور وقت کے فراعنہ کی تباہی وبربادی کا بگل بج جاتا ہے۔

﴿وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا﴾

''اور جب ہم کسی بستی (قوم) کو برباد کرنے پر آتے ہیں تو

وہاں کے چین (عیش وعشرت کے گل شرے) اڑانے والوں کو کھل کھیلنے کی اجازت دے دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں بدکاریاں (غداریاں) کرنے لگتے ہیں پھر اپنی بدکاریوں کی وجہ سے وہ بستی عذاب کے لائق ہوجاتی ہے تب اس کا دھڑن تختہ کردیا جاتا ہے۔" [بنی اسرائیل: ١٦]

یوں فرعونیت کا قصر مشید زمیں بوس ہوجاتا ہے اور انھیں صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

﴿ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ﴾

"گویا وہ یہاں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ وَمَا ظَلَمْنٰـهُمْ وَلٰـكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ ﴾ [هود]

"ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا (بے قصور ہلاک نہیں کیا) لیکن انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔"

ہماری موجودہ بین الاقوامی کساد بازاری اور حالت زار ہمیں جھنجھوڑ رہی ہے کہ اگر ہمارے اندر غلبہ اسلام اور اپنی آبرومندانہ قومی بقاء کی کوئی رمق ابھی باقی ہے تو ہمیں اولین فرصت میں یہ حقیقت تسلیم کرنا ہوگی کہ مجلس اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل دونوں اسلام دشمنی اور مسلم کشی کے مقتل ہیں اور سامراجی سفاکوں، استعماری قزاقوں، صہیونی غارت گروں اور ماسونی شاطروں کے دستی رومال ہیں اور ہماری شکست وریخت کی قرارداد منظور ہوچکی ہے اور اس قرارداد پر عمل درآمد کے لیے ہماری دینی حمیت، قومی غیرت، سیاسی صلاحیت اور حربی قوت کا جائزہ لینے کے لیے اسلام اور رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی وروحی واولادی کے توہین آمیز خاکے شائع کیے جارہے ہیں، تاکہ یہ پتا چلے کہ مسلمانان عالم کتنے پانی میں ہیں اور مناسب وقت پر ہمہ جہتی شب خون مار کران کے ملکوں کو اپنی کالونیاں بنالیں اور اسلامی تاریخ کو قصہ پارینہ بنادیا جائے۔

اس نازک اور نیندیں اُچاٹ کردینے والی پرخطر صورت احوال میں عالم اسلام کے تمام سربراہ، ملی زعماء اور قائدین پر شرعاً یہ ملی اور قومی فرض عائد ہوچکا ہے کہ بین الاقوامی غنڈہ گردی کے ان دونوں اداروں سے علیحدہ ہوجائیں اور توکل علی اللہ، استقامت فی الدین سے سرشار ہوکر اسلامی بلاک کی طرح ڈالیں۔ اپنے تمام اندرونی اور بیرونی بنکوں میں جمع شدہ سرمایہ یکجا کرکے اسلامی بینک بنا کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی (خو) اور ولولہ پیدا کریں۔ تاکہ ہم اپنے مسائل حل کرنے کے قابل ہوسکیں۔ کیوں کہ غصب شدہ حقوق بزور چھینے جاتے ہیں۔ گداگری کے کشکول میں ڈال کر آج تک کسی نے کسی کو نہیں دیئے۔

وقت کی آواز

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
کشمیر کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر



اہل سنت والجماعت کسے کہتے ہیں؟

حافظ عثمان فاروقی، مدرس دار العلوم ضیاء السنہ (راجہ جنگ)

اسلام دین فطرت ہے، اور اپنے ماننے والوں سے کچھ تقاضے کرتا ہے۔ ان تقاضوں میں سے اس کا ایک تقاضا ہے کہ ﴿لیحق الحق ویبطل الباطل﴾ حق کو حق اور باطل کو باطل گردانا جائے۔ تاکہ ذاتی مفاد اور ذہنی خلجان کی بنا پر سپید کو سیاہ اور سیاہ کو سپید نہ کہہ دیا جائے۔ کیوں کہ یہ ظلم ہے اور ظلم کی تعریف یہ ہے کہ "وضع الشیء فی غیر موضعه" کسی چیز کو اس کی نا موافق جگہ پر رکھنا۔ اسی وجہ سے سلف صالحین نے ہمیشہ حق کی صدا بلند کی ہے اور باطل کا سر کچلا ہے۔

اسی طرح کا ایک ظلم ہمارے زمانے میں بھی موجود ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی بنا پر یہ سمجھ نہیں پاتے کہ "اہل السنہ والجماعۃ" کس چیز کا نام ہے۔ آیا وہ شخص جو اپنی بدعت کو سنت پر مقدم کرنے اور صبح وشام اس (بدعت) کا پرچار کرنے والا ہے وہ اہل سنت ہے یا جو سنت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے وہ "اہل السنہ" ہے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو مزاج مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا

ذیل میں ہم جائزہ لیتے ہیں کہ "اہل السنہ والجماعۃ" کسے کہتے ہیں؟

سنت کی تعریف:

سنت لغت عربی میں وہ طریقہ ہے جو اچھا ہو یا برا ہو اور یہ سن سے ماخوذ ہے جو طریقہ کا دوسرا نام ہے۔ [لسان العرب، مادۃ (سن)]

جماعت کی تعریف:

یہ اجتماع سے مشتق ہے اور اجتماع کی ضد فرقہ ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جماعۃ اجتماع ہے اور اس کا الٹ فرقہ ہے۔ اگرچہ جماعت کا لفظ کسی قوم کے جمع ہوجانے کے لیے بھی مستعمل ہے۔

[مجموع فتاویٰ، ج:۳، ص:۱۵۷]

"اہل السنہ والجماعۃ" کی تعریف:

لكن إذا ذكر لفظ الجماعة مع السنة فقيل: اهل السنة والجماعة (كان المراد بها سلف هذه الأمة من الصحابة والتابعين الذين اجتمعوا على الحق الصريح من كتاب الله وسنة رسوله ﷺ)

[شرح واسطيه: لهراس، ص:١٦]

لیکن جب لفظ جماعت اور سنت باہم اکٹھے مذکور ہوں تو اہل السنہ والجماعۃ کا اطلاق کیا جائے گا اور اس سے مراد اس امت کے سلف ہوں گے جو صحابہ کرام اور تابعین عظام ہیں جو واضح حق پر جمع ہوئے تھے جو کتاب وسنت ہے۔

اہل السنہ والجماعۃ کی ابتدا کب ہوئی:

اس مذہب کی ابتدا اس وقت ہوئی تھی جب جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلی وحی لے کر غارِ حرا میں آئے تھے اور اس مذہب کے سربراہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جنھوں نے اللہ کے حکم کے ساتھ اس مذہب کو کما حقہ ہم تک پہنچا دیا۔

نیز شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومذهب اهل السنة والجماعة مذهب قديم، معروف قبل أن يخلق الله أبا حنيفة ومالكاً والشافعي وأحمد فإنه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيهم ـ [منهاج السنة: ٢/ ٤٨٢]

"اہل السنہ والجماعۃ کا مذہب قدیم ہے معروف ہے۔ اس سے پہلے کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کو پیدا کیا تھا۔ یقیناً یہ تو صحابہ کرام کا مذہب ہے اور صحابہ نے اسے اپنے نبی سے لیا ہے۔"

اسی لیے جو شخص رسول اللہ کی اطاعت کرے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی اتباع کرے گا تو وہ ''اہل سنت والجماعت'' ہے لیکن جو ان کو چھوڑ کر اگر امام ابوحنیفہ یا احمد رضا خان بریلوی کی اتباع کرے گا اس کو حنفی یا بریلوی کہیں گے نہ کہ ''اہل سنت والجماعت''۔

اہل سنت والجماعت کا منہج:

ہر وہ چیز جو کتاب وسنت کے موافق ہے وہ اہل سنت والجماعت کا منہج ہے اگر چہ وہ ان کے رسوم ورواج یا عادات واطوار کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ الاسلام رقم طراز ہیں:

هم اهل الكتاب والسنه: لأنهم يؤثرون كلام الله على كلام غيره من كلام اصناف الناس ويقدمون هدى محمد على هدى كل احد ويتبعون آثاره باطنا وظاهرا ۔ [مجموع فتاویٰ، ج:۳، ص:۱۵۷]

''یہی وہ لوگ ہیں جو حاملین کتاب وسنت ہیں۔ کیوں کہ انھوں نے کلام اللہ کو اس کے غیر کے کلام پر ترجیح دی ہے اور نبی علیہ السلام کی ہدایت کو ہر کسی کی ہدایت پر مقدم کرتے ہیں۔ باطنی اور ظاہری طور پر آپ کے قدموں کی پیروی بھی کرتے ہیں۔''

اہل سنت کے نزدیک معصوم عن الخطا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ائمہ کرام ان کے نزدیک معصوم نہیں ہیں۔ ان ائمہ کے مقالات کو نبی کے فرامین اور اتباع پر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

اهل الحق والسنه لا يكون متبوعهم إلا رسول الله فهو الذى يجب تصديقه فى كل ما أخبر وطاعته فى كل ما أمر ۔ وليست هذه المنزلة لغيره من الائمة ۔ [مجموع الفتاویٰ، ج:۳، ص:۳۴۶]

''اہل الحق والسنہ کے نزدیک قابل اتباع صرف رسول اللہ ہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر خبر کی تصدیق اور ہر امر میں آپ کی اطاعت ان پر واجب ہے، اور یہ صفت دوسرے ائمہ کے شایانِ شان نہیں۔'' نیز دوسری جگہ رقم طراز ہیں:

فكان القرآن هو الامام الذى يقتدى به ولهذا لا يوجد فى كلام احد من السلف أنه عارض القرآن بعقل ورأى وقياس ۔ [مجموع الفتاویٰ، ج:۱۳، ص:۶۷]

''گویا کہ قرآن ہی ایسا امام ہے جو قابل اقتدا ہے۔ اسی بنا پر سلف میں سے کسی کے بھی کلام میں کوئی چیز جو قرآن کے مخالف ہو نہیں پائی جاتی خواہ وہ قیاس رائے اور عقل ہی ہو۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هم اهل العلم والفقه والحديث من أئمة المجتهدين

''اہل سنت والجماعت اہل علم اور حاملین فقہ وحدیث ہیں جو کہ مجتہدین امام ہیں۔'' [فتح الباری، ح:۱۳، ص:۲۷]

اسی طرح عبداللہ بن مبارک سے سوال کیا گیا کہ جماعت کسے کہتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: (ابوبکر اور عمر) تو آپ سے کہا گیا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں تو فرمایا: (فلان وفلان) کہا گیا کہ وہ بھی فوت ہو چکے ہیں تو فرمایا: (ابوحمزة السكرى جماعة) ابوحمزہ السکری ہی جماعت ہیں۔ [شرح السنه للبغوی، ج:۱، ص:۲۰۵]

معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب، ائمہ اربعہ کے دور سے پہلے کا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ایک شخص کو بھی اہل سنت والجماعت کہا جا سکتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن مبارک نے ابوحمزہ السکری کو ''جماعت'' کہا ہے۔

جیسا کہ ایک دوسرے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

الجماعة ما وافق طاعة الله وان كنت وحدك ۔

[اللالكائی فی شرح السنه، ج:۱، ص:۱۰۸]

''جو کام تو اللہ کی اطاعت میں کرے گا وہ ''جماعت'' ہے اگر چہ تو اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔''

اسی لیے ''اہل سنت والجماعت'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ ''اہل سنت'' کون ہیں؟ کیا ہم کسی بدعتی کو اہل سنت تو نہیں کہہ رہے جو سراسر زیادتی ہے اور دین کا مذاق ہے۔ اسی طرح بعض سادہ لوح مسلمان جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم ''اہل سنت'' نہیں جب کہ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اہل سنت اور اہل حدیث بالکل ایک ہی چیز ہے اور ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں۔

هذا ما عندى وما علينا الا البلاغ المبين

سہ ماہی پروگرام تحریک دعوتِ توحید پاکستان

یہ تحریک ہے کوئی مستقل جماعت نہیں اس لیے آپ اپنی اپنی جماعتوں اور منصب پر رہتے ہوئے اس کی بھی ذمہ داری قبول فرمائیں اور اپنے اپنے حلقہ میں توحید وسنت کا پرچار کریں۔ ہمارا آپ سے وعدہ ہے کہ ہم اسے کبھی باقاعدہ جماعت کی شکل نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ مستقل جماعت نہیں اس لیے آپ پمفلٹ، اسٹیکرز اور وال چاکنگ پر تحریک کے نام کی بجائے اپنے ادارے یا جماعت کا نام لکھیں تو ہمیں اس پر از حد خوشی ہوگی۔ جو علماء اپنی مدد آپ کے تحت تحریک میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ ہم سے رابطہ فرمائیں۔ تحریک کے پروگراموں کا کسی پر مالی بوجھ نہیں ہوگا۔ الیکشن کی گہماگہمی کے باوجود درج ذیل پروگرام مقامی جماعتوں کی خواہش پر منعقد کیے گے۔

تعداد پروگرامز: 37

جنوری	دن	وقت	مقام	خطباء کرام
۱	منگل		مسجد اہلحدیث جناب یسین وٹو فیروز وٹواں	میاں محمد جمیل کنوینر تحریک، مولانا سلیمان اثری
۲	بدھ		مسجد قاری عبدالغفار شہر شیخوپورہ	// مولانا منیر احمد
۶	اتوار		مسجد اقصیٰ بلال کالونی ساہیوال	// قاری تاج دین
۲۰	اتوار		مرکز اہلحدیث برکت ٹاؤن ساہیوال	// مولانا صاحبزادہ قاری محمد رمضان
۲۳	بدھ		مسجد اہلحدیث پتوکی پرانی منڈی	// مولانا قاری رمضان
۲۷	جمعرات		پیپلز کالونی گوجرانوالہ	میاں محمد جمیل
۲۹	اتوار		جامعہ ابو ہریرہ دروغہ والا (طلبہ کنونشن)	// مولانا نعیم بٹ
۲ فروری	ہفتہ		چک #۴ رینالہ خورد	// حافظ عبدالوہاب روپڑی، حافظ سلیمان عابد
۳	اتوار		مرکزی مسجد اہلحدیث بھوئے آصل	میاں محمد جمیل
۷	جمعرات		جامعہ ابی ہریرہ رینالہ خورد	//
//	//		مسجد اہلحدیث حافظ آباد روڈ	// فضائل صحابہ کانفرنس
۱۰	اتوار	عصر	مرکزی مسجد بہاولنگر مولانا محمد اکرم طارق جامعہ تنویر القرآن لوہاروال	میاں محمد جمیل، مولانا حکیم ثناء اللہ، قاری تاجدین
//	//	مغرب	مرکزی مسجد اہلحدیث قبولہ	// // //
//	//	عشاء	مسجد اہلحدیث اوڈانوالی عارف والا	// // //
۲۸	جمعرات		بابا بالا نزد رینالہ	میاں محمد جمیل، پروفیسر عبداللہ کلیم
۶ مارچ	جمعرات		رینالہ شہر	// //
۹	اتوار		مسجد اہلحدیث اتفاق ٹاؤن لاہور	میاں محمد جمیل، قاری حبیب الرحمٰن
۱۰	پیر		جامعہ حرمین ظفروال	//، قاری عبدالمتین اصغر، نذیر احمد ملہی، پروفیسر نسیم احمد جہ
//	//	ظہر	مرکزی مسجد اہلحدیث شکرگڑھ	// // // // //
//	//	عصر	مرکزی مسجد اہلحدیث نارووال	// // // // //
//	//	مغرب	مرکزی مسجد اہلحدیث بدوملہی مولانا نیر اقبال والی	میاں محمد جمیل، قاری عبدالمتین اصغر
//	//	عشاء	مرکزی مسجد اہلحدیث قلعہ کالر	// //
۱۲	بدھ	ظہر	مسجد قدس گلستان کالونی فیصل آباد	میاں محمد جمیل، مولانا ارشد بیگم کوٹی، مولانا ارشاد الحق اثری
//	//	عصر	جامعہ اہلحدیث مدرگلی فیصل آباد	// //
//	//	مغرب	مسجد اہلحدیث کھرڑیانوالہ	// // مولانا تنویر احمد فاروقی
//	//	عشاء	جامع اہلحدیث فیروز وٹواں	//
۱۳	جمعرات	مغرب	مسجد احمد مصطفیٰ پرانی منڈی پتوکی	//
//	//	عشاء	جامع اہلحدیث روف مارکیٹ اوکاڑہ	میاں محمد جمیل، قاری تاج دین، پروفیسر عبداللہ کلیم
۱۵	ہفتہ		مدرسہ دار القراء کوٹ حاجی جلال دین چھانگا مانگا	میاں محمد جمیل
۱۶	اتوار	عصر	شامکوٹ (قصور)	میاں محمد جمیل، قاری تاجدین، حکیم ثناء اللہ
//	//	مغرب	ارزانی پور قصور	// // //
۱۸	منگل		جامع توحید گنج گرجاکھ روڈ گوجرانوالہ	میاں محمد جمیل (کانفرنس)
۱۹	بدھ		بندیاں والا پل چونگی امرسدھو لاہور	// (جلسہ عام)
۲۰	جمعرات		تاجپورہ لاہور	// (کانفرنس)
۲۱	جمعہ		جامعہ ابی ہریرہؓ دروغہ والا لاہور	// (ختم نبوت کانفرنس)
۲۵	منگل		مریدکے	// (جلسہ عام)

نوٹ: لاہور، سادھوکی، نارنگ منڈی، قلعہ کالر، پسرور، سیالکوٹ، ڈسکہ، لالہ موسیٰ، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، ساہیوال، کسووال، ملتان اور کھڑیانوالہ کے احباب نے ملتان تا لاہور تا جہلم، مریدکے تا شکرگڑھ، نارووال، پسرور تا سیالکوٹ، ڈسکہ لاہور تا فیصل آباد وال چاکنگ کروائی۔

لٹریچر کی تقسیم: سکولوں، کالجوں، بسوں اور مساجد میں 20,000 پمفلٹ تقسیم اور 15,000 اسٹیکرز چسپاں کروائے گے۔ مولانا عبدالرحمٰن فردوسی کروڑ پکا اور مولانا قاری عبدالمتین اصغر لاہور نے دس دس ہزار پمفلٹ چھپوائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

توہینِ رسالت پر احتجاج اور امت مسلمہ سے چند سوال

عبید اللہ لطیف، ۳۶ گ ب، ستیانہ بنگلہ

جب سے یہ دنیا معرضِ وجود میں آئی ہے اور اللہ ربّ العزت نے حضرت انسان کو پیدا فرمایا ہے اسی وقت سے حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی شروع ہو چکی ہے۔ کبھی ابراہیم علیہ السلام نمرود کے مدمقابل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی موسیٰ علیہ السلام فرعون کا غرور خاک میں ملاتے نظر آتے ہیں۔ کبھی میدان بدر میں ۳۱۳ کا لشکر نبی آخر الزماں سید الاوّلین والآخرین امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک ہزار سے زائد شیطان کے پیروکاروں کو میدان کارزار میں شکست دیتے نظر آتے ہیں۔ اور پھر نبی رحمت علیہ السلام کی دنیا میں آمد کا اصل مقصد بھی تو اسلام کو غالب کرنا تھا جس کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد ربانی ہوتا ہے:

”وہ ذات جس کو ہم نے رسول بنا کر بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ دین اسلام کو ساری دنیا کے باطل ادیان پر غالب کر دے خواہ یہ مشرکین کو نہ پسند ہی کیوں نہ ہو“ [توبہ: ۹/۳۳]

یہی وجہ ہے کہ کفار خصوصاً یہود و نصاریٰ کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ کبھی امام الانبیاء علیہ السلام کو دیوانہ اور مجنوں کہہ کر توہین رسالت کی گئی تو کبھی پیارے پیغمبر علیہ السلام کو معاذ اللہ دہشت گرد کہا گیا تو اب توہین رسالت کرتے ہوئے نبی رحمت علیہ السلام کے خاکے بار بار شائع کیے جا رہے ہیں۔ تو کبھی قرآن مقدس کے اوراق کی ساتھ بے حرمتی کی جا رہی ہے، اگر کفار کی ان گستاخیوں کے بارے میں ذرا غور کریں کہ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اس کا ایک سبب کفار کے خلاف قرآنی تعلیمات ہیں۔ کیوں کہ اللہ رب العزت نے کفار کی فطرت کے مطابق ہی مسلمانوں کو قواعد و ضوابط سکھاتے ہوئے فرمایا:

کہ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ [آلِ عمران: ۳/ ۲۸] تو کبھی ارشاد ہوا کہ کفر کے اماموں کو قتل کرو [توبہ: ۹/۱۲] تو کبھی میدان جنگ میں کافروں کی بیخ کنی کرنے کے لیے ان کی گردنوں اور جوڑ جوڑ پر مارنے کا حکم ہوتا ہے [الانفال: ۸/۱۲]۔ یہ ساری تعلیمات اس لیے ہیں کہ جس خالق کائنات نے ان کو پیدا فرمایا اور یہ بدبخت اسی خالق و مالک کی بغاوت پر تیار ہو گئے جب یہ لوگ پیار کی دعوت سے نہ مانیں تو پھر یہ احکامات ربانی صادر ہوتے۔ کیوں کہ اللہ ربّ العزت ان کے بارے میں جانتے تھے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اسی وجہ سے آج کفار اسلام اور مسلمانوں سے بغض رکھتے ہوئے متحد ہو کر نہ صرف عسکری میدانوں میں مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار ہیں بلکہ فکری محاذوں پر بھی اپنی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کے ایمان کو چیک کرنے کے لیے کبھی توہین قرآن کرتے ہیں تو کبھی امام الانبیاء علیہ السلام کی حرمت پر کیچڑ اچھالنے کی خاطر فرضی توہین آمیز خاکے بنانے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔

اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ان بدبختوں کو بار بار توہین رسالت کرنے کی جرأت کیوں ہوئی تو اس حوالے سے سب سے بڑے مجرم وہ مسلمان ہی نظر آتے ہیں جو آج ریلیاں اور جلوس نکال کر سڑکوں پر ٹائر جلا کر اپنا ہی منہ کالا کر کے اپنے آپ کو محبّ رسول ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہی مسلمانوں نے کافروں کو توہین رسالت کرنے کے لیے راستے مہیا کیے ہیں۔ کیا یہ مسلمان جو اسلام کا نام لیتے ہوئے اپنے آپ کو محبّ رسول کہتے نہیں تھکتے کیا بتا سکتے ہیں کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سود لینے اور دینے والے حتیٰ کہ سودی معاہدہ تحریر کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کے خلاف کھلا اعلانِ جنگ کرنے والا قرار دیا ہے۔ جب کہ دوسری طرف یہی نبی سے محبت کا دعوے دار سودی کاروبار میں ملوث نظر آتا ہے۔ اسی طرح پیارے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس

نے جان بوجھ کرایک نماز ترک کی گویا کہ اس نے کفر کیا۔

دوسری طرف نبی سے محبت کا دعویٰ کرنے والا مسلمان نماز کے قریب جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ایک طرف تو نبی کریم علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہو کہ جھوٹ بولنے والا، گالی گلوچ کرنے والا، وعدہ خلافی کرنے والا، غیبت کرنے والا اور امانت میں خیانت کرنے والا کبھی مومن نہیں ہوسکتا۔ جب کہ دوسری طرف توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف جلوس نکالنے والا بذاتِ خود ان کاموں میں ملوث نظر آئے گا۔ ایک طرف نبی رحمت علیہ السلام فرمائیں کہ میں موسیقی کے آلات توڑنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں اور نبی آخر الزماں علیہ السلام کی سیرت تو یہ ہو کہ بانسری کی آواز کان میں پڑی تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیں جب کہ دوسری طرف نبی کی محبت کا دعوے دار آج پلے کارڈ اور بینر اٹھائے ریلیوں میں شرکت کرنے والا اپنی صبح کی ابتدا کرے تو موسیقی سے۔ ایک طرف امام الانبیاء علیہ السلام غیر محرموں سے پردے کا حکم دیں اور تمام مرد وخواتین کو نظریں نیچی رکھنے کی تلقین کریں تو دوسری طرف آج کا مسلمان چوکوں، چوراہوں پر کھڑا کر اپنی ہی مسلمان بہنوں اور بیٹیوں کے خلاف تانک جھانک کرے اور عورتیں جب تک بناؤ سنگھار کر کے غیر محرموں کو اپنے حسن کے جلووں اور جسم کے نشیب وفراز کے ذریعے گناہ کی طرف مائل نہ کرلیں تو سکون نہیں ملتا۔

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ کافر تو ہیں ہی کافر اور ان کا تو مشن ہی اسلام کا مذاق اڑانا ہے اور وہ تو نبی رحمت علیہ السلام، اسلام اور مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اس لیے انھوں نے تو توہین رسالت والی ناپاک جسارت کرنی ہی تھی لیکن اگر آج کے مسلمان ہی جو نبی سے محبت کے دعوے دار ہیں سودی کاروبار کر کے اللہ اور اس کے نبی کے ساتھ کھلا اعلان جنگ بھی کریں اور قرآن مقدس کو جھٹلاتے ہوئے اپنے آپ کو محبّ رسول قرار دیں اور نبی رحمت علیہ السلام کے فرامین کو پس پشت ڈالتے ہوئے جھوٹ، وعدہ خلافی، گالی گلوچ کو اپنا شعار بنالیں اور پھر قرآنِ پاک کی تلاوت کی بجائے موسیقی کو روح کی غذا بنالیں اور اگر آج اسلام کے دعوے دار بھی بے پردگی، موسیقی، عریانی اور فحاشی کو فروغ دیں اور اگر حرمت رسول کے سلسلہ میں کفار کے خلاف ریلیاں نکالنے والا بھی احکامات نبویہ کے باوجود نماز کی ادائیگی نہ کرے تو پھر بتایئے کہ ہم کیسے محبّ رسول ہوسکتے ہیں؟ ہم نے تو احتجاج کا طریقہ بھی اپنایا تو کفار کی نقالی کرتے ہوئے جب کہ امام الانبیاء علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگیا۔[ابوداؤد: ۴۰۳۱]

اگر ہم وعدہ خلافی، زبان درازی، سودخوری، بے نماز ہونے اور عریانی وفحاشی کو فروغ دینے کے باوجود اپنے آپ کو محبّ رسول کہلاتے ہیں تو پھر معاذ اللہ ہم نہ صرف قرآنِ پاک بلکہ نبی کریم علیہ السلام کے فرامین کو بھی جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔ کیوں کہ نہ تو قرآن نے اور نہ ہی نبی ذیشان علیہ السلام نے ہمیں محبت کا یہ معیار بتایا ہے جو ہم نے اپنالیا ہے آج مسلمانوں نے جب اپنے معاشی، معاشرتی نظاموں حتی کہ اپنی زندگی کے ہر شعبے تک سے اسلام کو باہر نکال کر ع ''گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''

کے مصداق خود ہی کفار کو توہین رسالت کا رستہ مہیا کردیا ہے۔

اگر ہم نبی رحمت علیہ السلام اور اسلام سے سچی محبت کرتے ہیں تو ہمیں نہ صرف اپنی وضع قطع، لباس اور طرزِ زندگی اسلامی بنانا ہوگا بلکہ اپنے معاشی، معاشرتی، سیاسی مسائل میں بھی قرآن وحدیث سے رہنمائی لینا ہوگی اور عبادات میں بھی طریقہ عبادت فقط رسول اللہ ﷺ کا اختیار کرنا ہوگا اور سیرت نبوی کو اپناتے ہوئے کفار کے خلاف جہاد وقتال کرنا ہوگا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یقیناً محبت رسول کے تقاضے پورے کرپائیں گے اور پھر کوئی کافر کوئی عیسائی، یہودی اور ہندو کشمیر، افغانستان، فلسطین، عراق حتی کہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں توہین رسالت نہیں کرپائے گا کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام کے دور میں توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف جلوس اور ریلیاں نہیں نکالی گئی تھیں بلکہ سنت رسول تو یہ ہے کہ ایسے گستاخوں کے سر قلم کیے جائیں اور ان کے خلاف جہاد وقتال کرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف اسلامی تعلیمات کو اپنا شعار بنالیا جائے بلکہ ان کافروں کا معاشی، تہذیبی وتمدنی بائیکاٹ کیا جائے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یقیناً دنیا وآخرت میں کامیابی ہمارا مقدر بنے گی اگر ہم نے اب بھی اسلامی تعلیمات کو نہ اپنایا تو پھر یاد رکھو دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی مقدر بن جائے گی۔ بقول شاعر

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مرزائیت اور اوّلیں فتویٰ تکفیر

محمد سلیم چنیوٹی

حنفی دیوبندی گروپ کے لدھیانوی علماء نے اپنا ایک مجلّہ ماہنامہ ''ملیہ'' فیصل آباد سے جاری کیا ہے۔ اس کا شمارہ بابت مارچ، اپریل، مئی ۲۰۰۸ء پیش نگاہ ہے۔ اس مجلّے کے مدیر محترم ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے ص:۶ پر اپنے مضمون ''رئیس الاحرار، علامہ اقبال، ردّ قادیانیت'' میں ایک موشگافی چھوڑی ہے۔ قارئین گرامی کے لیے ہم پہلے اس موشگافی کو پیش کرتے ہیں، پھر اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایے:

''بانیٔ احرار، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا نسبی تعلق اُس خاندان سے ہے، جس نے مرزا غلام احمد قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی پر اُس دور میں فتویٰ دیا تھا جس وقت انگریز نے مسلمانوں میں فکری اختلاف کے بیج بونے شروع کر دیے تھے۔ اس دور میں اسلام کے نام پر مختلف فتنوں کی شکل میں آبیاری کر کے مسلمانوں میں مناظرے بازی شروع کرا دی تھی، جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ ہر فرقہ دوسرے پر کفر کا فتویٰ دے دیتا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر جب علماء لدھیانہ کی طرف سے کفر کا فتویٰ دیا گیا تو اُس وقت بھی کچھ لوگوں نے اس کو اسی پیرایہ میں سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث کے طبقہ کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی، مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں علمائے لدھیانہ کے مقابلے پر آ گئے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں مولانا بٹالوی کو نہ صرف اپنے اس رویہ پر افسوس ہوا بلکہ انھوں نے علمائے لدھیانہ کے فتوے کی نہ صرف تائید کی بلکہ علمائے ہند سے اس کی توثیق بھی کرائی۔ یہ دور مناظروں اور مباحثوں کا تھا............'' [ماہنامہ ملیہ، ص:۶]

قارئین نے مذکورہ بالا اقتباس ملاحظہ فرما لیا۔ اب ہم اس موشگافی کا جائزہ پیش کرتے ہیں، کیوں کہ قادیانیت اپنے برگ و بار کے لحاظ سے اپنے بانی کی سو سال قبل موت کے بعد بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔

قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی مسلک کے اعتبار سے حنفی تھا۔ اس کی پیدائش قادیان میں ہوئی۔ یہیں پلا بڑھا۔ لدھیانہ، قادیان سے کافی دور کی مسافت پر ہے۔ مرزا صاحب کا تعلق لدھیانہ سے نہ تھا اور نہ یہاں اسے کوئی جانتا ہی تھا مگر لدھیانہ سے مرزا کو بڑی محبت ہو گئی تھی۔ قادیانی لٹریچر کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ مرزا صاحب لدھیانہ میں اتنا لمبا قیام کرتے تھے کہ واپس قادیان آنا بھول جاتے تھے۔ یہاں ان کے ایک مرید خواجہ علی مقیم تھے۔ مرزا قادیانی نے اس کے بارے میں لکھا ہے:

''اس عاجز کے دوستوں میں سے ہیں۔ خدمت گزاری میں ہر وقت کھڑے رہتے ہیں۔ ایام سکونت لدھیانہ میں جو چھ چھ ماہ تک بھی اتفاق ہوتا ہے، ایک بڑا حصہ مہمان داری کا وہ اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔'' [تاریخ احمدیت، ج:۲،ص:۴۶۔حاشیہ]

مرزا کا تعلق لدھیانہ سے سسرالی بھی تھا۔ جب مرزا قادیانی کی شادی نصرت بیگم دہلوی سے ہو گئی تو مرزا کے سسر میر ناصر نواب بسلسلہ ملازمت لدھیانہ آ گئے۔ اس طرح اس شہر لدھیانہ کی حیثیت کوچۂ حبیب کی ہو گئی تھی اور پھر مرزا کی آنیاں جانیاں یہاں مزید بڑھ گئیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا منشا و مولد قادیان ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے اپنے بارے میں جتنے بھی دعوے کیے ہیں وہ اسی شہر محبت لدھیانہ میں کیے۔ مثلاً ۱۸۸۴ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ، مارچ ۱۸۸۹ء میں پیر طریقت کا دعویٰ اور لوگوں سے بیعت کا آغاز کر کے سلسلۂ احمدیہ یا جماعت احمدیہ کی بنیاد اسی شہر میں رکھی۔ مسیح موعود اور

مثیل مسیح کے دعوے کو اس مرزائی کے بیٹے بشیر احمد نے یوں لکھ کر مشتہر کیا: ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء کو حضرت (مرزا) صاحب نے اپنے دعویٰ مسیحیت کے اعلان کا اشتہار شائع کیا تو اس وقت آپ لدھیانہ میں مقیم تھے اور کئی ماہ وہیں مقیم رہے۔''

[سیرت المہدی، ص:۸۵، ۸۶ حصہ اول]

مرزا صاحب ۱۹۰۵ء کو بھی لدھیانہ میں وارد ہوئے۔ ۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو انھوں نے ایک لیکچر دیا تھا۔ یہ ''لیکچر لدھیانہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ مرزا محمود احمد بن غلام احمد قادیانی نے تاریخ احمدیت میں درج کیا ہے کہ میں ۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو اپنے باپ کے ہمراہ لدھیانہ گیا۔ پھر وہاں سے ہم امرت سر گئے۔ یہاں امرت سر میں ایک جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسے میں تقریر کرنے کے بعد مرزا صاحب گاڑی میں جا بیٹھے تو چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع ہوگئی۔ گاڑی کی کھڑکیاں بند تھیں۔ ان پر پتھر گرتے تھے تو وہ کھل کھل جاتی تھیں۔ (مرزا محمود) انھیں پکڑ کر سنبھالتے تھے لیکن پتھروں کی بوچھاڑ سے چھوٹ چھوٹ کر وہ گر جاتی تھیں۔ [تاریخ احمدیت، ج:۵، ص:۶۹]

یہاں قارئین نوٹ فرمالیں کہ امرت سر شہر میں غزنوی خاندان اور مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرت سری رحمہ اللہ کا اثر ورسوخ تھا۔ اس سلسلے میں روحانی خزائن ج:۲۲، تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۴۶۲، کے حوالے سے مرزا صاحب کی ایک تحریر ملاحظہ فرمایئے:

''امرت سر میں مباہلہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے (مرزا قادیانی) وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کرکے اور پوری طرح سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرادی اور جب میں سوار ہوا تو اینٹیں اور پتھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔''

دوسری طرف لدھیانہ کی فضا مرزا کے لیے ہمیشہ ساز گار رہی۔ وہ بارہا کسی نہ کسی بہانے سے یہاں وارد ہوتے رہتے تھے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لدھیانہ کے کسی لدھیانوی عالم دین نے مرزا سے دوبدو مباحثہ نہیں کیا۔ یہ کام ایک دوسرے شہر سے لدھیانہ آکر اہل حدیث عالم دین مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے کیا۔ مولانا بٹالوی مرحوم کے ساتھ جن لدھیانوی عمائدین نے تعاون کیا اور وہ تحریک ختم نبوت میں بھی سرگرم رہے، ان عمائدین میں منشی سعد اللہ لدھیانوی، میر عباس علی (دونوں مسلکاً حنفی تھے۔) ایک بزرگ مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ تھے اور یہ بزرگ اہل حدیث تھے اور مولانا بٹالوی کے رفیق کار تھے۔

منشی مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق مرزا نے لکھا تھا: ''تمام آرزوؤں سے نامراد رہ کر اس ذلت کے ساتھ مرگیا کہ کوئی مراد اس کی پوری نہ ہوئی اور میں نے بار بار اس کو خبر دی تھی کہ الہام ﴿ان شانئک ھو الابتر﴾ میں ابتر سے مراد خدا تعالیٰ کی یہی ہے کہ آئندہ اولاد کا سلسلہ اس پر بند ہوگا اور اس کا بیٹا بھی ابتر ہی مرے گا۔ لیکن بجز اس لڑکے کے جو پیش گوئی کے وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اس کے گھر نہ ہوئی اور یہ حسرت بھی ساتھ لے گیا کہ بیٹے کی شادی نہ کرسکا...... پھر آگے چل کر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''تمام مخالفوں کی نسبت میرا یہی دستور رہا ہے، کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی میں پہلے خود بدزبانی کی ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب وہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود ونصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب، مفسد، دجال، مفتری، مکار، ٹھگ، فاسق وفاجر، خائن رکھا۔ تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں ......الخ

[تتمہ حقیقۃ الوحی (روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۴۵۰-۴۵۶]

اس سلسلے کی ایک اور تحریر قارئین کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''چوں کہ علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر وتکذیب حد سے زیادہ گزر گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین

بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ ایسا ہی ان لوگوں کے اغوا سے ہزار ہا لوگ ایسے پائے جاتے ہیں کہ وہ نصاریٰ اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگر چہ اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے، مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انھوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتویٰ کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا، بغیر تحقیق و تنقیح کے ایمان لے آئے ہیں۔''

[انجام آتھم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ص:۴۵، طبع:۱۸۹۷ء]

قارئین کی معلومات کے لیے ایک تحریر مزید پیش کی جا رہی ہے:

''مولوی محمد حسین (بٹالوی) نے یہ فتویٰ لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی سے کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے اور میرے کفر کی بابت فتویٰ دے دے اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کردے، سو اس فتویٰ اور میاں صاحب مذکور کی مہر سے بارہ برس پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) تمام پنجاب اور ہند میں شائع ہو چکی تھی اور مولوی محمد حسین جو بارہ برس بعد اوّل الکافرین بنے، بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین دہلوی تھے۔'' [تحفہ گولڑویہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ص:۱۲۱، مطبوعہ قادیان: ۱۹۱۴ء]

ان حوالہ جات کو درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عوام الناس اور طلبائے علومِ دینیہ ریکارڈ کی درستی کے لیے انھیں ملاحظہ فرمالیں۔ مرزائی اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی مرگ (جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور کے برانڈرتھ روڈ پر ہوئی تھی) کے بعد کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ ان کی تعداد اب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ مرزائیت کا عالمی مرکز چناب نگر (ربوہ) اکثر مرزائی آبادی پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں یہ کچھ تعداد میں موجود ہیں۔ انگریز کے غلام ہونے کے ناتے ان کی سرگرمیاں ٹی وی چینلوں، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس پر ان کے مقرر کردہ لوگ دکھاتے رہتے ہیں۔ اب ہمارے علمائے کرام و مؤرخین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اصل (قادیانیت) کے برگ و بار پر پورے غور سے نظر رکھیں۔ مرزا کی موت پر ۲۶ مئی ۲۰۰۸ء کو پورا ایک سو سال ہو جائے گا۔ جدید دور کے جدید تقاضوں کے مطابق اس کے تار و پود بکھیرتے رہنا اصل دین محمدی ﷺ کی خدمت ہے۔ یہی آقائے ختمی مرتبت علیہ التحیۃ والسلام سے محبت و عقیدت کی کسوٹی ہے۔ بلاشبہ اہل حدیث اور اکابر اہل حدیث نے تمام مسالک کے اکابرین کے ساتھ شانہ بہ شانہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے خدمات انجام دی ہیں، اور ہمیشہ ہراول دستے میں موجود رہے ہیں۔

احباب دیوبند کی خدمت میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ تاریخ کو صحیح رہنے دیں اور مسلک اہل حدیث کی خدمات کو فراموش کرنے کا رویہ ترک کردیں۔

بقیہ عطاء اللہ حنیف لائبریری

چناں چہ انھوں نے کتابوں کی ایک گٹھڑی اٹھائی اور پیدل ہی سفر شروع کردیا۔ راستے میں جہاں تھک کے بیٹھتے، کوئی کتاب نکال کر پڑھنا شروع کر دیتے۔ کتب کا مطالعہ ان کی روزمرہ زندگی میں بھی یوں جاری رہتا کہ کھانا کھاتے ہوئے بھی کتاب ان کے ہاتھ میں ہوتی۔ ان کی خواب گاہ بھی کتابوں سے بھری رہتی۔ اکثر دیکھنے کو ملتا کہ مولانا اپنے بستر پر اس حال میں سوئے ملے کہ کتاب ان کے سینے پر ہے۔ دائیں بائیں بھی کتابیں موجود ہوتیں، قریب ہی کاغذوں کا ایک پلندہ اور قلم پڑا ملتا۔ جب بھی ان کی آنکھ کھلتی، مطالعہ شروع کر دیتے۔ یوں فجر کا وقت آن پہنچتا۔ روزانہ عصر سے مغرب تک کا وقت پرانی کتابوں کی دکانوں پر ہی گزرتا تھا۔ اسے علم کی محبت نہیں کچھ اور ہی نام دینا پڑے گا۔

ان کی وفات کے بعد مولانا کے بیٹے حافظ احمد شاکر نے مولانا کے اس خزانے کی یوں حفاظت کی جیسے حفاظت کا حق ہوتا ہے۔ آج کل وہی اس کے اصلاً منتظم ہیں۔ یوں علم کا ایک چشمہ بہہ رہا ہے اور لوگ اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔

[بہ شکریہ، روزنامہ ایکسپریس، ۲۰ مارچ ۲۰۰۸ء]

شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی رحمہ اللہ

مرسل: محمود احمد پرتاپ گڈھی

شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد اللہ بن امیر اللہ بن سردار بن قائم آپ کا مولد وطن موضع مبارک پور ضلع پرتاپ گڈھ یوپی تھا۔ ابتدائی درسیات اور مختلف علوم وفنون کتب معقول ومنقول اور صحیحین، ترمذی اور نسائی شیخ حسین عرب یمنی سے پڑھیں۔ صحیح بخاری، ابن ماجہ اور شرح نخبۃ الفکر مولانا سلامت اللہ جیراجپوری سے، صحیح بخاری ثلث اوّل اور اوائل صحیح مسلم مولانا احمد صاحب سندھی مہاجر مکی سے، سنن نسائی اور ترمذی کا کچھ حصہ قاضی ایوب بھوپالی سے اور شیخ الکل فی الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے صحیحین اور بعض دیگر کتب احادیث کے دورہ میں شریک ہو کر سند واجازہ حاصل ہوا۔ سند واجازہ شیخ محمد بن عبداللطیف نجدی اور علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی صاحب عون المعبود سے حاصل ہے۔ قاضی شیخ محمد مچھلی شہری سے قیام بھوپال میں سند مسلسل بالاولیہ حاصل ہوئی۔ ان کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں پیر محمد سید محمد امین نصیر آبادی، مولانا ہدایت اللہ خان جونپوری، مولانا زین العابدین جونپوری، مولانا لطف الرحمٰن بردوانی، مولانا منیر الدین کانپوری، مولانا محمد اسحاق منطقی، ڈپٹی نذیر احمد، مولانا تلطف حسین بہاری، مولانا عبدالرشید رامپوری ہیں مگر سب سے زیادہ علمی فائدہ علامہ بشیر احمد سہسوانی سے ہوا۔ فراغت کے بعد بیس سال مدرسہ علی جان دہلی میں تفسیر وحدیث اور جملہ معقول ومنقول پڑھاتے رہے۔ تمام زندگی درس وتدریس کے لیے وقف فرما دی۔

مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی ۱۳۲۹ھ میں قائم ہو گیا۔ اس میں اوّل یوم ہی سے مدرس ٹھہرے اس میں کتب حدیث وتفسیر واصول فقہ کا درس دیا اور شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا فیضان دور دور تک پہنچا۔ سینکڑوں علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ جن میں مولانا عبدالجبار شکراوی، مولانا عبدالسلام بستوی، مولانا محمد یونس پرتاپ گڈھی صاحب دستور المتقی، شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری صاحب مرعاۃ المفاتیح، علامہ نذیر احمد محدث املوی، خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤوف صاحب رحمانی جھنڈا نگری، مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم صاحب رحمانی سدھارتھ نگر یوپی، مولانا عبدالبصیر زبیدی (موضع بہراپور، پرتاپ گڈھ) مولانا محمد معصوم صاحب (موضع دیون مئو، پرتاپ گڈھ) وغیرہ آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔ مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی عملی اور علمی طور پر حدیث اور اس کے متعلقات میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ شیخ الحدیث کا لقب بھی اہل علم اور عوام نے انھیں عطا کیا۔ "تبلیغ السنۃ" کے نام سے مسجد حوض والی میں فرضیت فاتحہ خلف الامام پر تین مہینے مسلسل درس دیا تھا۔ مولانا نے اسے "البرهان العجاب فی فرضیة ام الکتاب" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا۔ [تراجم علمائے حدیث]

مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی کے پانچ بھائی اور چار بہنیں تھیں۔ چاروں بہنوں کا نکاح دیوبندی گھرانے میں ہوا۔ ایک بہن کا نکاح موضع کٹھار، دوسری بہن کا نکاح موضع دیون مئو، تیسری بہن کا نکاح موضع پنڈری، چوتھی بہن کا نکاح موضع کھھورمیں ہوا تھا۔ مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی اور ان کی بہنوں کی کوشش سے چاروں گاؤں میں اہل حدیث ہوئے۔ مولانا نے اپنے دو بھانجوں کو عالم دین بنایا جن کا نام مولانا محمد یونس دہلوی (صاحب دستور المتقی) دوسرے بھانجے کا نام مولانا محمد معصوم صاحب جو موضع دیون مئو کے تھے جن کے برادر کے پوتے محمود احمد فیضی کی سرپرستی میں چلنے والا ادارہ مدرسہ

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کتاب وسنت کی تعلیم بہترین انداز میں انجام دے رہا ہے۔

مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی کے ایک شاگرد مولانا محمد اسماعیل صاحب موضع پریوانرائن پور ضلع پرتاپ گڈھ کے تھے، جن کی کوششوں سے پورا پریوانرائن پور اہل حدیث ہوا۔ جن کے خاندان کے چشم وچراغ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی ہیں۔ جن کا ایک ادارہ ''دارالدعوۃ'' نام سے لال گوپال گنج ضلع الہ آباد یوپی میں قائم ہے۔

مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی رحمہ اللہ کے نام سے قائم کیا ہوا ایک مکتبہ (مدرسہ احمدیہ) موضع کھمم پور شاہراہ پرتاپ گڈھ سے پٹی تحصیل پر قائم ہے۔

اسی طرح خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ نے اپنے استاذِ محترم مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی، شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز تھے اور بڑے پروقار جاہ وجلال اور حسن وجمال والے تھے۔ علم حدیث کے درس میں ضمناً بڑے بڑے ائمہ احناف کے اقوال وخیالات اور ان کے قیاسات کو بیان کرتے، پھر دلائل کی روشنی میں ان کی تردید کرتے اور ان کے قیاسات کی دھجیاں بکھیرتے، کبھی کسی بحث میں صاحب ہدایہ پر نقد وجرح کرتے۔ علامہ ابن الہمام کے قیاسات کی بھی تردید ہوا کرتی تھی۔ مولانا کی یہ پوری تقریر میں درسی افادات میں قلم بند کر چکا ہوں۔

یہ مولانا ہمارے والد محترم الحاج نعمت اللہ خان مرحوم سے جھنڈے نگر کسی موقع پر آ کر ملاقات فرما چکے تھے۔ والد صاحب نے مجھے انھیں کے سپرد فرما دیا تھا۔ مولانا کا خطاب بھی جھنڈے نگر میں ہوا تھا، جس کو آپ نے بڑے ہی عالمانہ انداز میں پیش کیا تھا۔ آپ کی تقریر میں جب اللہ کا نام آئے تو آپ اللہ پاک فرمایا کرتے تھے۔

بہرحال مولانا نے تدریس کے زمانہ میں صحیح بخاری پڑھتے ہوئے مجھے ایک زبردست طمانچہ رسید کیا تھا، جو مجھے اب تک یاد ہے۔

بات دراصل یہ تھی کہ میں نے سوال کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دس بیوی سے نکاح کی اجازت ملی اور دوسرے مسلمانوں کو چاہیے ان میں سے قوی سے قوی تر ہو، چار بیویوں سے زیادہ کی اجازت نہیں، ایسا کیوں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خود ہی قرآن بنایا اور اپنے لیے جو کچھ چاہا طے کرلیا اور مسلمانوں کو چار سے زیادہ کی اجازت نہ دی۔ دراصل یہ اعتراض آریہ حضرات کی تنقید کے نتیجے میں میرے ذہن میں پیدا ہوا تھا۔ وہ زمانہ شیخ الاسلام مولانا امرتسری کا تھا، اسی زمانہ میں ''رنگیلا رسول'' وغیرہ زہریلی کتابوں کے مضامین ومباحث میرے دماغ میں تھے۔ مولانا کی ایمانی غیرت جوش میں آ گئی اور مولانا نے مجھے بے ساختہ ایک زوردار تھپڑ لگاتے ہوئے کہا کہ تو مرتد ہوگیا ہے۔ تیرے باپ کو خط لکھوں گا کہ عبدالرؤف مرتد ہوگیا اپنی وراثت سے حصہ نہ دیں گے۔ حالاں کہ وہ ہمارے مشفق استاذ تھے جو روزانہ نان کھٹائی ہمراہ لاتے، جسے خود کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

جو کچھ مجھے حاصل ہوا، انھی اساتذہ کی تعلیم وتربیت اور محنت ومشقت کے طفیل ہوا اور مولانا کے تھپڑ سے میں خوش ہوں کہ مجھے تعلیم کی دولت حاصل ہوئی اور ان کی تنبیہات نے میری خفیہ صلاحیت کو بیدار کیا اور اس کے جلاء دینے میں اکسیر کا کام کیا جسے میں تاحیات فراموش نہیں کرسکتا ہوں۔

شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب کی خدمت گزاری:

اپنے استاذ محترم مولانا احمد اللہ صاحب کی خدمت میں مشغول رہتا تھا۔ مولانا تدریس کے بعد فارغ ہوکر دوپہر کا کھانا روزانہ مدرسہ میں کھاتے، مولانا کے لیے حضرت میاں صاحب (ناظم دارالحدیث، شیخ عطاء الرحمٰن صاحب) کے برف خانہ سے روزانہ برف لاتے۔ مولانا روٹیوں کو انگلیوں کے سہارے توڑ توڑ کر شوربہ میں ڈبو کر ملائم بنا

کر تناول فرماتے۔ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو میں موصوف کی چارپائی کمرے سے باہر برآمدہ میں بچھاتا تھا۔ اس پر بستر ڈالتا تھا، پھر اس پر مولانا استراحت فرماتے تھے۔ میں اس وقت سر پر تیل مالش کرتا ان کے ہاتھ پاؤں دباتا۔ پھر ظہر کے وقت چارپائی کو کمرہ کے اندر کرتا اور بستر اٹھا کر رکھتا۔ علامہ ابن الجوزی کی کتاب صفۃ الصفوۃ مولانا کے اسی چھوٹے سے کمرے میں رکھی ہوئی مل گئی، اس میں بہت سی نصیحت آمیز باتیں نظر آئیں۔ مولانا صاحب کے سر کا جس وقت میں مالش کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ آنکھوں کے پپوٹے میں بھی تیل لگا دو، یہ سنت ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے بھی اپنے پپوٹے میں تیل لگوایا۔ میں نے کہا یہ کس کتاب کے حوالہ سے آپ فرما رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ علامہ امام نووی کی کتاب ''کتاب الاذکار'' میں یہ روایت موجود ہے۔ اسی وقت سے اس کتاب کا حوالہ مجھے یاد رہا اور جب ۱۹۵۹ء میں سفر حج کو مکہ مکرمہ گیا تو وہاں کتب خانہ میں اس کتاب کو تلاش کیا۔ جب یہ کتاب مل گئی تو میں نے خرید لیا اس میں پپوٹوں پر تیل لگانے کی روایت مل گئی۔

بہرحال اسی طرح میں مسلسل دو برس تک چارپائی نکالتا، اٹھاتا، بچھاتا اور خدمت کرتا رہا۔ اسی طرح ان کے تمام خطوط بھی لکھتا رہا اور جامع مسجد دہلی سے ان کی بعض خرید کردہ کتابیں لے کر آتا تھا۔ مولانا مرحوم نے مولانا نور محمد مالک ''اصح المطابع'' دہلی کے نام خط رقم فرمایا تھا اور اس میں ان کی سعی مشکور کے لیے جو دعا کی تھی۔ اس کو مولانا نور احمد صاحب نے بہت پسند فرمایا تھا اور خوشی کا اظہار کیا تھا۔ قرآن پاک میں یہ ایک دعائیہ آیت کریمہ ہے:

﴿وكان سعيكم مشكورا﴾

یعنی تمہاری سعی جمیل کی قدر دانی کی جائے گی تو میں بھی اس آیت کریمہ کو اکثر صاحب فیض کرم کو توجہ دلانے کے لیے لکھتا ہوں۔

بہرحال مولانا کی خدمت گزاری میں حتی الامکان منہمک رہا اور اس کو اپنے لیے عار نہیں محسوس کیا، بلکہ باعث فخر وسعادت تصور کیا۔

جس سال میں وہاں آٹھویں جماعت سے پڑھ کر فارغ ہو رہا تھا تو ختم نبوت کے فلسفہ پر سالانہ انجمن کے موقع پر ہم کو اور ہمارے کچھ رفقاء کو خطاب کرنے کے لیے کہا گیا۔ صدر انجمن مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ کے حکم کے مطابق مجھے صرف ۵ منٹ کا ہی موقع ملا۔ دارالحدیث رحمانیہ کا ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جب میں نے تقریر کرنا شروع کیا تو پانچ منٹ کی تقریر میں تین مرتبہ لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور تقریر کے خاتمہ پر میں نے جب یہ دو شعر پڑھے:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

تو پورا مجمع مسحور ہو گیا اور مولانا احمد اللہ صاحب بھی بہت متاثر ہوئے اور رو پڑے۔ جب میں اسٹیج سے نیچے آیا۔ تو مولانا نے مجھ سے فرمایا بیٹے تم نے ہم کو رلا دیا۔ وہاں سے تعلیمی فراغت کے بعد جب میں گھر پہنچا تو مولانا نے میرے لیے یہ دعا لکھی تھی کہ خدا تجھ کو مثل ثناء اللہ بنائے۔

ہمارے حضرت شیخ الحدیث کے دور میں حنفی اہل حدیث کے مابین فاتحہ خلف الامام، آمین رفع الیدین کے مسائل پر کافی جنگ برپا رہتی تھی۔ مارپیٹ کے واقعات بھی پیش آتے تھے۔ اہل حدیث حضرات مساجد سے نکالے جا رہے تھے اور اخراج الوهابيين عن المساجد کے نام سے رسالے شائع ہوتے رہے۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے بھی ایک بدنام رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا، اس ہنگامہ دار و گیر میں ہمارے استاذ مکرم مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی بھی الہ آباد ہائی کورٹ کے ایک مقدمہ میں تشریف لے گئے۔ جب انگریز جج نے احناف کا بیان لیا کہ آنحضرت ﷺ سے رفع الیدین ثابت نہیں تو جماعت اہل حدیث کے نمائندہ حضرت مولانا سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ

میرے ساتھ امام بخاری کی ایک چھوٹی سی کتاب ''جزء رفع الیدین'' تھی میں نے اس کے حوالہ سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو رکوع جاتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرنے والے صحابہ کی ایک بڑی تعداد ہے۔

مولانا فرماتے ہیں جب میں نے امام بخاری کے جزء رفع الیدین کے حوالہ سے رفع الیدین کے راوی صحابیوں کا نام سنانا شروع کیا اور سمجھایا کہ فلاں فلاں صحابی کے علاوہ حضرت عمر نے بھی بیان کیا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا ہے تو انگریز جج کمال ادب سے اپنی کرسی سے اٹھ کر اور ہیٹ کو ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا عمر عمر عمر۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ جج نے تین بار حضرت عمر کا نام بڑی عزت سے لیا اور فیصلہ رفع الیدین کرنے والوں کے حق میں دیا اور کہا جس مقدمہ میں گواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں وہ مقدمہ پکا اور سچا ہے۔ اس لیے تمام اہل حدیث حضرات کو حق حاصل ہے کہ جس مسجد میں چاہیں رفع الیدین کے ساتھ نماز ادا کریں کسی کو روک ٹوک کرنے کا کوئی حق نہیں۔

مولانا نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ دیکھو انگریز جج کے دل میں اب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کی شوکت و ہیبت کس قدر جاگزیں ہے۔ رفع الیدین کی بحث میں مولانا نے فرمایا کہ علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے انصاف سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے:

ورواة الرفع من الصحابة جم غفير ۔

یعنی ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رفع الیدین کی روایت کرنے والے حضرات بہت بھاری تعداد میں ہیں۔''

آپ فروری ۱۹۴۳ء مطابق ۱۳۶۲ھ میں فوت ہوئے۔

غفره الله ورحمه رحمة واسعة ۔

ان کے فوت ہوجانے سے دہلی میں ان کا خلا پر نہ ہوسکا۔

[ماخوذ از: ''السلسبیل'' بہ شکریہ: پندرہ روزہ ترجمان دہلی، ۱۶ تا ۳۱ مارچ ۲۰۰۸ء]



سالانہ سیرت النبی کانفرنس

مدرسہ سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا للبنات رجسٹرڈ محمدی کالونی گھلواں روڈ علی پور ضلع مظفر گڑھ کی سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس ۱۴۔ اپریل ۲۰۰۸ء بروز سوموار صبح آٹھ سے شام چھ بجے تک منعقد ہو رہی ہے۔ حافظ عبدالعلیم یزدانی، قاری محمد یعقوب، مولانا محمد جمیل اجمل گورایہ، قاری عبدالرحیم کلیم ودیگر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔

[ابو محمد عبدالستار علی پوری 0333-7672395]

ہم پلہ خاندان سے رشتہ درکار ہے

انتہائی معروف ومعزز زمیندار اعلیٰ تعلیم یافتہ صوم وصلاۃ وپردے اور اسلامی اقدار کے پابند، اہل حدیث خاندان کی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم بچیوں کے لیے ہم پلہ خاندان سے رشتہ درکار ہے۔ شمالی پنجاب اور ہزارہ ڈویژن کے رہائشی موحد خاندان کو ترجیح دی جائے گی۔ براہِ کرم صرف مطلوبہ شرائط پر پورا اترنے والے خاندان کے سربراہ رابطہ فرمائیں۔

[رابطہ نمبر: 0333-8018731]

محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری

ایک انوکھا کتب خانہ جہاں غیر ملکی طلبا بھی اکتسابِ علم کرتے ہیں

عبید اللہ عابد

گزرے وقتوں میں تعلیم حاصل کرنے کی جو تڑپ تھی، آج اس کا عشر عشیر بھی دیکھنے کو نہیں ملتا۔ گزرے کل کی تڑپ اور آج کی سہولیات، دونوں کسی فرد یا معاشرے میں اکٹھی ہو جائیں تو اس کی ترقی کا کوئی اندازہ بھی نہیں کرسکتا اور پھر رہتی دنیا تک اس کی مثالیں دی جاتی رہیں گی۔

قیامِ پاکستان سے کئی برس پہلے کی بات ہے کہ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں ''بھوجیاں'' میں پلنے بڑھنے والا غریب ماں باپ کا لڑکا محمد حنیف ایک استاد فیض اللہ کے ہاں مقیم تھا۔ استاد مکرم اسے بعض اوقات ۲۵ کلومیٹر دور امرتسر شہر کسی کام سے بھیج دیتے اور سفر خرچ کے طور پر چار آنے عنایت کرنا نہ بھولتے۔ کتب بینی کے شوقین اس نوجوان کے دماغ میں کتابیں خریدنے کا عزم سمایا ہوا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اس کے لیے بھاری بھرکم رقم کی ضرورت تھی۔ دو وقت کی روٹی کا بمشکل انتظام کرنے والے والدین کم از کم یہ ضرورت پوری نہیں کرسکتے تھے۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں یہ خیال کوندا کہ کیوں نہ استاد مکرم کی طرف سے ملنے والے سفر خرچ میں سے کچھ بچت کرلی جائے۔ یہ خیال آتے ہی اس کا چہرہ روشن ہوگیا۔ چناں چہ اگلی بار وہ امرتسر جانے کے لیے پیدل ہی چل پڑا۔ کھانے پینے کا معاملہ بھی تنگی ترشی سے حل کیا۔ اس سفر کے دوران جو رقم بچی، وہ امرتسر ہی میں کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھ دی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ اس کی بچت پچیس روپے تک پہنچ گئی۔ انھی دنوں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چناں چہ اب اسے ہر صورت میں دہلی جا کر باقاعدہ کسی مکتب میں داخلہ لینا تھا۔ دہلی پہنچتے پہنچتے پانچ روپے خرچ ہوگئے۔ باقی ماندہ بیس روپوں کی اس نے دو نہایت قیمتی کتابیں خرید لیں، ایک طویل عرصہ سے جن کے وہ صرف خواب ہی دیکھا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس نے پورا سال اس حال میں گزارا کہ جیب میں اتنے پیسے نہیں تھے کہ ایک چٹھی خرید کر گھر والوں کو اطلاع ہی کر دیتا کہ وہ خیریت سے دہلی پہنچ گیا ہے اور مکتب میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ مشکل دور نوجوان کی اس خوشی کو ماند نہ کرسکا جو کتابیں خریدنے سے حاصل ہوئی تھی۔ تحصیل علم کا یہ سلسلہ مکمل ہوا تو وہ علم حدیث کے ایک بڑے عالم ثابت ہوئے جنھیں دنیا مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے نام سے جانتی ہے۔ تقسیم ہند کے بعد وہ لاہور منتقل ہوگئے۔ پھر وہی شوق اور لگن جو انھیں بچپن میں ہی پیدا ہوگئی تھی زندگی کے آخری سانس تک باقی رہی اور کتابوں سے ان کی محبت دیدنی رہی۔ لاہور منتقل ہونے کے بعد اس شہر میں واقع کتابوں کا شاید ہی کوئی ادارہ ہو جہاں ان کا باقاعدگی سے آنا جانا نہ ہو حتی کہ فٹ پاتھوں پر کتابیں بیچنے والوں سے بھی ان کا گہرا تعلق تھا۔ وہ کتابیں ہر قیمت پر خریدتے اور اسے اپنے گھر کی لائبریری کی زینت بنا لیتے۔ وہ ایک منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ کتابیں خرید کر صرف جمع کرنا ہی ان کا شعار نہیں تھا بلکہ جب تک کتاب ان کے حافظے میں نہ اتر جاتی، یا لائبریری میں نہ پہنچتی۔ اکیس برس پہلے مولانا عطاء اللہ حنیف کا انتقال ہوگیا لیکن ان کی جمع کردہ ہزاروں کتابیں آج بھی ایک عوامی کتب خانے (پبلک لائبریری) کی صورت میں موجود ہیں۔

پبلک لائبریری میں سترہ ہزار سے زائد کتابیں موجود ہیں۔ اس میں قرآن وعلوم قرآن، حدیث وعلوم حدیث، فقہ، لغت اور اسماء الرجال وغیرہ کے شعبے موجود ہیں۔ عربی، فارسی، انگریزی اور اردو

زبان میں شائع شدہ کتابوں میں سے صرف عربی زبان میں کتابوں کی تعداد ۵۰۰۰ سے زائد ہے۔ دینی علوم میں مصادر ومراجع کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے یہاں کتابوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ بعض لوگ اپنی کتابوں میں بعض خاص وجوہات کی بناء پر تحریف کرتے رہے ہیں تاہم ان کتابوں کے تحریف سے پاک نسخے اصلی حالت میں اور تحریف شدہ ہر قسم کے نسخے یہاں موجود ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ لائبریری کی کتابیں کسی خاص مسلک سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ ہر فقہ سے متعلق کتابیں استفادے کے لیے موجود ہیں۔ یہاں تمام امہات الکتب، ہر مسلک کے علماء کے حالات ۱۸۵۷ء کی تحریک سے متعلق کتب بالخصوص جماعت المجاہدین کے متعلق پورا علمی خزانہ موجود ہے۔ حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خاں کی کم وبیش مکمل تصنیفات وتالیفات، شاہ ولی اللہ کے خاندان کی تصنیفات، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے علاوہ برصغیر کا مشاجراتی ادب بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ عربی، فارسی، انگریزی، بنگلہ اور اردو کے بعض نایاب رسائل مثلاً معارف، برہان، تنظیم اہل حدیث، توحید اور مولانا ظفر علی خاں کے ستارہ صبح کی فائلیں بھی موجود ہیں۔

اس لائبریری سے فیض اٹھانے والے بے شمار ہیں۔ پاکستان ہی کا تذکرہ کیا جائے تو جناب جاوید احمد غامدی، ڈاکٹر یوسف گورایہ، جناب محمد اسحاق بھٹی (ادارہ ثقافت اسلامیہ)، ڈاکٹر خالد علوی سمیت ایک دنیا مولانا کے پاس تحصیل علم کی خاطر آتی رہی۔ پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر، ڈاکٹر جمیلہ شوکت، ڈاکٹر خلیل احمد رانا سمیت متعدد افراد یہاں بیٹھ کر پی ایچ ڈی کے لیے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔ عربی واسلامیات کے ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے کسی طالب علم کا اس لائبریری کے بغیر گزر بسر نہیں ہوسکتا۔ بیرونِ ملک سے کئی طلبا بھی یہاں آ کر استفادہ کرتے رہے، مثلاً جامعۃ الامام محمد بن سعود (ریاض سعودی عرب) کے ڈاکٹر عاصم عبداللہ القریوطی، شام کے ایک محقق محمود شاکر اور UK سے آنے والے زین شہریار اسی طرح بیرونِ ملک زیر تعلیم مولانا عطاء الحق قاسمی کے فرزند شامل ہیں۔ ان میں بعض غیر مسلم بھی تھے جن میں ایک جرمن عیسائی نوجوان کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

اکبر بادشاہ کے دور میں ابوالفضل فیضی نے ''سواطع الالہام'' کے نام سے قرآنِ مجید کی ایک بے نقط تفسیر لکھی تھی۔ سوا دوسو برس پرانی یہ کتاب طبع شدہ اپنی اصل حالت میں لائبریری کی زینت ہے۔ ملا احمد جونپوری کی کتاب ''التفسیرات الاحمدیہ'' اس قدر نایاب کتاب ہے کہ پورے برصغیر پاک وہند کے کتب خانوں میں یہ ڈھونڈے سے بھی شاید نہ ملے۔ تاہم محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری کا اعزاز ہے کہ یہ کتاب یہاں موجود ہے۔

صحیح بخاری، سنن ترمذی، سنن ابوداؤد اور مسند احمد کی اصل کتب اور بعض کی نقول کے علاوہ لائبریری میں بے شمار قدیم اور نادر مخطوطے بھی موجود ہیں۔ ان میں ''صحیفہ ھمام بن منبع'' بھی ہے۔ ھمام بن منبع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ انھوں نے اس جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث نوٹ کیں انھیں صحیفہ کی صورت مرتب کیا، وہ انھی کے خط (ہینڈ رائٹنگ) میں یہاں موجود ہے۔ دراصل یہ صحیفہ نامور دانش ور اور محقق ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس) کی دریافت تھی۔ (۱)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مرکزی رویت ہلال کمیٹی سمیت متعدد حکومتی کمیٹیوں میں فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہاں سے حاصل ہونے والی مراعات کا سارا فائدہ ان کی لائبریری ہی کو پہنچا۔ اس کی ایک ایک پائی سے کتابیں خریدیں۔ وہ کتابوں کو اپنی ذاتی اور گھریلو ضروریات پر ترجیح دیتے تھے۔ قیام پاکستان سے پہلے ہی کی بات ہے کہ انھیں امرت سر سے ملتان ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے جانا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہاں تک جانے کے لیے ان کے پاس مطلوبہ رقم نہیں تھی۔ [باقی صفحہ ۲۱ پر]

(۱)......انھوں نے اس پر تحقیق کی اور پھر اسے شائع بھی کروایا، بہر حال اس خطی نسخہ کا عکس اس لائبریری میں موجود ہے۔

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

ماہنامہ ''سوئے حرم'' (خصوصی اشاعت)

نور القرآن (پارہ نمبر ①)

مرتب: جناب محمد صدیق بخاری

ہدیہ: صرف ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ

ضخامت: ۳۲۰ صفحات (ڈائجسٹ سائز)

ملنے کا پتا: ماہنامہ ''سوئے حرم'' ۵۳ وسیم بلاک، حسن ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ ۵۴۷۸۰

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

جناب محمد صدیق بخاری صاحب کی زیر ادارت ایک ماہنامہ ''سوئے حرم'' گزشتہ پانچ برس سے اپنی منازل طے کر رہا ہے۔ اس جریدے کے اندرون ٹائٹل پر یہ عبارت درج ہے۔

''امن ومحبت کا نقیب، رواداری کا پیامبر اور فرقہ واریت سے بالا تر دلوں کی آواز، علمی، تعلیمی، ادبی، اصلاحی، دعوتی اور معاشرتی مجلّہ۔''

زیر تبصرہ اس ماہنامے کی خصوصی اشاعت ہے۔ ''نور القرآن'' کے نام سے معنون اس اشاعت میں پارہ نمبر ① کی آیات کا ترجمہ عالم اسلام کے سات بڑے علمائے کرام کی تفاسیر کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ ان علمائے کرام وسکالر کے اسمائے گرامی ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

①...... شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ، ②...... مولانا اشرف علی تھانوی، ③...... مولانا احمد رضا خان، ④...... مولانا محمد جونا گڑھی، (تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب)، ⑤...... سید ابوالاعلیٰ مودودی، ⑥...... مولانا امین احسن اصلاحی، ⑦...... جاوید احمد غامدی۔

عربی متن کا ترجمہ ان سات سکالرز کے قلم سے تحریر کرنے کے بعد ان کی سات کتب تفاسیر (معارف القرآن، خزائن العرفان، تفہیم القرآن، احسن البیان، تبیان القرآن، تدبر قرآن، البیان) سے تفسیر بھی اخذ کر کے لگا دی گئی ہے۔

مرتب کے الفاظ میں اس تمام کوشش کو ہم قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ص: ۱۱ پر جناب مرتب نے تحریر کیا ہے:

''بعض احباب کی رائے ہے کہ نور القرآن ایک قسم کی ''کھچڑی'' ہے اور تمام آراء کو بیان کرنا گویا قاری کے ذہن کو مختلط کرنا ہے مگر ہماری رائے ہے کہ نور القرآن ایک گل دستہ ہے۔ جس میں گلشن محمدی ﷺ کے رنگا رنگ پھول کھلے ہیں۔ اور تمام آراء کو بیان کرنا گویا قاری کے ذہن کو روشن اور کھلا کرنا ہے۔ بہرحال آراء کا فرق موجود رہے گا۔ نیتوں کا حال اللہ کریم جانتا ہے، اُسی عالم الغیب سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور جو مقصد ہمارے ذہن میں ہے اسے پورا فرمائے، آمین۔''

قرآنِ کریم سے شغف رکھنے والے طلبا وعلما اس کاوش کو صرف دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر ناشر کے پتے سے منگوا سکتے ہیں۔

تذکار نواب صدیق حسن خانؒ

تالیف: عبدالرشید عراقی

ضخامت: ۱۱۲ صفحات

قیمت: ۱۵۰ روپے

ناشر: ادارہ احیاء تراث اہل سنت، الہ آباد، وزیر آباد ضلع گوجراں والا

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

محی السنہ، مجدد العلوم الاسلامیہ جناب والا جاہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ ...... ۱۸۹۰ء) کی شخصیت اہل علم سے مخفی

نہیں۔ ان کی تصنیفات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ کوئی موضوع ان کی فکری کاوش سے محروم نہیں رہا۔ نواب صاحب رحمہ اللہ نے خوب لکھا اور ہر موضوع کو زیر بحث لائے اور دادِ تحقیق دی ہے۔ آپ صحیح معنوں میں علامہ تھے۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ان کی تصانیف ہیں۔ اگرچہ اہم اور ضخیم علمی کتابیں انھوں نے عربی اور فارسی میں لکھی ہیں۔ البتہ اردو میں بھی کئی کتب اور چھوٹے چھوٹے رسالے انھوں نے تصنیف فرمائے تھے۔ اردو لٹریچر کو موصوف نے اخلاقیات اور انسانی زندگی میں روزمرہ پیش آمدہ مسائل پر زینت قرطاس کیا ہے۔ کچھ احادیث کے تراجم بھی کیے ہیں جیسے توفیق الباری (ترجمہ الادب المفرد للبخاری) وغیرہ۔

زیر تبصرہ کتابچہ ''تذکار نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ'' جناب عبدالرشید عراقی کی سعی وجدوجہد کا شاہکار ہے۔ مؤلف نے جناب والا جاہ نواب سید صدیق حسن خان رحمہ اللہ، اُن کے والد گرامی سید اولاد حسن، سید والا جاہ کے برادر گرامی سید احمد حسن عرشی رحمہ اللہ اور سید صاحب کے صاحب زادگان نواب نورالحسن خاں اور سید نواب علی حسن خان کے سوانح حیات کے ساتھ ساتھ ان تمام بزرگوں کی علمی ودینی، مذہبی واصلاحی اور ملت اسلامیہ کے لیے کی گئی خدمات کا سلسلہ وار تذکرہ کیا ہے۔

اس کتاب کا انتساب جماعت کے بزرگ عالم دین، علم اور اہل علم کے مربی جناب شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب جانباز حفظہ اللہ کے نام کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر ایک تعارفی نوٹ اس کتاب کے ناشر، ادارے کے رئیس محترم جناب ڈاکٹر محمد یوسف فاروق صاحب کے قلم سے تحریر ہے۔ دوسرا تعارف وتبصرہ جناب حافظ عبدالستار صاحب حامد حفظہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔

جناب عبدالرشید عراقی ایک زود نویس اہل قلم ہیں۔ دیکھتے دیکھتے ان کی بے شمار کتب مرتب ہوکر مارکیٹ میں آچکی ہیں۔ اہل علم ضرور بہ ضرور ان کتب سے مستفید ہورہے ہیں۔ معلومات اور تحقیق ان کی کتب کا ضروری عنصر ہوتی ہیں۔

اہل علم کے خطوط

مؤلف: محمد یوسف نعیم

ضخامت: ۱۲۸ صفحات

قیمت: ۸۰ روپے

ملنے کا پتا: مکتبہ ایوبیہ (ناشران اسلامی کتب) اے ایم نمبر ۱ برنس روڈ، کراچی

ناشر: عبدالرحمٰن دارالکتاب، کراچی

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف جناب محمد یوسف نعیم نے ایک دلچسپ کتاب جو نہایت مختصر ہونے کے باوجود بڑی علمی وتخلیقی شاہکار ہے، انھوں نے ہمارے درمیان موجود بعض ادیب وخطیب اور علمائے کرام ومصنفین کے خطوط کو جمع کرکے شائع کردیا ہے۔ کہتے ہیں ذوق اور شوق کا کوئی مول نہیں ہوتا۔ اس کہاوت کے مصداق ان خطوط کی اشاعت بھی ہوگئی ہے کہ ان خطوط کی جمع بندی کی آڑ میں بعض بڑی مفید اور علمی وتحقیقی معلومات قارئین کتاب ہذا کے پلے میں ضرور پڑیں گی جنھیں وہ اس سے قبل نہیں جانتے ہوں گے۔

خطوط کے ساتھ ساتھ بعض بزرگوں اور اہل علم ودانش کی خود نوشت وسوانح حیات بھی مؤلف موصوف نے پرنٹ کردی ہے۔ ان حضرات میں سے چند کے نام ملاحظہ فرمائیں۔

① ...... شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری، جلالپور پیروالا

② ...... محترم مولانا حافظ عبدالمنان صاحب نورپوری حفظہ اللہ گوجراں والا۔ ③ ...... استاذی المحترم مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ، ④ ...... مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق مرحوم، ⑤ ...... محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لاہور، ⑥ ...... رانا محمد شفیق خان پسروری وغیرہ۔

اس طرح یہ کتاب معلوماتی اعتبار سے ایک اچھی کوشش کہی جاسکتی ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ، درمیانہ کاغذ، کارڈ کور ہے۔



فہرست اردو کتب

مکتبہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۲۹۷ء۰۴ ام عبد منیب

۲۶۴م مشکوک اشیاء سے پرہیز، ص:۱۷، مشربہ علم وحکمت ملتان روڈ لاہور ۱۴۲۷ھ

۲۹۷ء۰۴ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔ مترجم محمود احمد غضنفر

ب۱۸۲اد دعوت الی اللہ اور مبلغین کے اوصاف، ص:۵۵، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ لاہور ۱۹۸۱ء

۲۹۷ء۰۴ محمد انور قریشی

۱۶۷ت انجمن خدام اسلام پاکستان لاہور، مختصر اغراض ومقاصد، ص:۶، انجمن خدام اسلام لاہور ۱۹۷۱ء۔ مجموعہ ۴۳ کتابیات

-2 جمعہ کی اہمیت فضیلت وآداب

-3 فتح کیسے حاصل ہو؟

-4 شراب موجب تباہی ہے

-5 چالیس روزہ ناظرہ قرآن

-6 حرام سے رزق بڑھتا نہیں برباد ہوتا ہے۔

-7 فحاشی باعث زوال وذلت ہے۔

-8 حکومت کیسے مستحکم ہو؟

-9 ہمارے مصائب اور نجات کا ذریعہ

-10 بدکاری معاشرے کا سنگین ترین جرم۔

-11 کافر، ظالم، فاسق کون؟

-12 کافر، نفس اور شیطان سے جہاد

-13 ایمان تمام دنیا کی بادشاہت اور خزانوں سے زیادہ عظیم سرمایہ

-14 خوف وغم نہ ہو...... کیسے؟

-15 بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا کون؟

-16 اسلامی زندگی یہ ہے۔

-17 شیطان کے خطرناک حربے

-18 معاشرے میں جرائم اور گناہ کیوں؟

-19 فضولیات کو ختم کرو اور سادگی اپناؤ۔

-20 پاکستان خطرہ میں سوشلزم کے تخریبی حربے

-21 عبادت آخر کیوں؟

-22 خطرناک حالات میں قوم صبر جرات سے یقیناً کامیاب ہوگی۔

-23 مسلمانوں اسلامی انقلاب لاؤ۔

-24 اصلاح معاشرہ کیسے ہو؟

-25 ہمارا دشمن کون؟

-26 عیسائیت کی تبلیغ وتخریب باعث تشویش ہے۔

-27 حقیقی ظلم یہ ہے۔

-28 مسلمانوں میں انتشار وافتراق عذاب الٰہی ہے۔

-29 سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کا عظیم خطبہ

-30 درود پاک بہترین ذکر ہے۔

-31 مسلمانو اللہ کی پارٹی میں شامل ہوجاؤ۔

-32 اس دور کے منافق

-33 زکوٰۃ وعشر سے مستثنیٰ کیوں؟

-34 مرتد کی سزا قتل

-35 مسلمانوں کی جانوں کو بچاؤ۔ قصاص، خون بہا اور معافی کا مکمل شرعی قانون نافذ کرو۔

-36 ہم آزادی سے محروم بھی ہوسکتے ہیں۔

-37 مسلمانو! قوی تعلق باللہ سے اسلامی انقلاب لاؤ۔

-38 مسلمانو! اسلامی انقلاب لاؤ سپر طاقت بنو۔

-39 اسلامی انقلاب یا کیمونسٹ انقلاب

-40 وقت توبہ ہے۔

-41 پاکستان میں دو قانون کیوں؟

42- شیعہ جارحیت ختم کریں۔
43- ایمان شکن دین شکن کون؟
۲۹۷ء۰۴ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔مترجم سیف الرحمٰن الفلاح
ب۱۸۲ا اسلام میں پردے کے احکام، ص:۱۶، مرکز دعوت اسلامیہ اہل حدیث اوکاڑہ پاکستان۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔ مترجم: عزیز احمد قمرالزمان
ب۱۸۲ا اہم دینی اسباق، ص:۳۳، وزارۃ اوقاف سعودی عرب ۱۴۱۷ھ
۲۹۷ء۰۴ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔ ترجمہ: ابومحمد عبدالستارالحماد
ب۱۸۲ان نصرت ایزدی اور اسلام، ص:۱۵، مرکز الدراسات الاسلامیہ ملتان پاکستان۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ مولانا عبدالسلام بستوی سلفی
ب۵۲۴ا اسلامی وصیت، ص:۱۲۸، کتب خانہ مسعودیہ اردو بازار دہلی۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ بسواس، عبدالمومن بسواس
ب۵۴۲ع عظمت ومحاسن اسلام، ص:۳۹، مغرب بنگال ہند سے شائع ہوا۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ سیدابوبکرغزنوی رحمہ اللہ
ا۱۵۳خ خطابات جہاد، ص:۶۴، مکتبہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور
۲۹۷ء۰۴ محمد موسیٰ بھٹو
م۸۱ا اسلام اور ہمارے مسائل، ص:۱۶۰، سندھ نیشنل اکیڈمی حیدرآباد ۱۹۹۲ء
۲۹۷ء۰۴ محمد موسیٰ بھٹو
م۸۱ا اسلام اور ہمارے کچھ فکری واخلاقی مسائل، ص:۱۲۸، سندھ نیشنل اکیڈمی حیدرآباد ۱۹۹۱ء
۲۹۷ء۰۴ محمد موسیٰ بھٹو
م۸۱ا اسلام پر اعتراضات کا علمی جائزہ، ص:۱۶۰، سندھ نیشنل اکیڈمی حیدرآباد ۱۹۹۰ء
۲۹۷ء۰۴ محمد تنزیل الصدیقی الحسینی
ت۸۵۶ا اسلام اور عصر جدید، ص:۱۴۴، مکتبہ نورحرم گلشن اقبال کراچی ستمبر ۲۰۰۴ء
۲۹۷ء۰۴ پرنس سعید سلیم پاشا
پ۳۰ا اللہ کی بادشاہت، ص:۱۶۸، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ پرویز
پ۴۶۵ا اسباب زوالِ امت، ص:۱۵۱، طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور ۱۹۹۳ء
۲۹۷ء۰۴ پرویز
پ۴۶۵ط طاہرہ کے نام خطوط، ص:۳۴۳، ادارہ طلوع اسلام لاہور ۱۹۷۹ء
۲۹۷ء۰۴ ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن ترکی
ت۳۴۴ش شریعت اسلامیہ کے چار محکم اصول، ص:۱۴، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ پرویز
پ۴۶۵م مسلمان کی زندگی، ص:۲۱، ادارہ طلوع اسلام دہلی۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ سید تنظیم حسین
ت۵۲ع علومِ ہدایت، نیابت، خلافت اور سائنسی علوم، ص:۵۶، انجمن اشاعت قرآن کراچی ۱۹۹۵ء
۲۹۷ء۰۴ سید تنظیم حسین
ت۵۲ھ ہماری فکر ونظر پر بیرونی اثرات، ص:۵۰، ناظم آباد کراچی۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
ت۶۶آ آسان نیکیاں، ص:۱۲۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔س،ن
۲۹۷ء۰۴ شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی۔مترجم: محمود احمد غضنفر

ت۸۵۴د دین کے چار بنیادی اصول، ص:۸، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ لاہور۱۹۸۱ء
۲۹۷ء۰۴ محمد تنزیل الصدیقی الحسینی
ت۸۵۶ب بیت المقدس کسی کا حق ہے، ص:۱۵۶ اصلاح المسلمین پبلشرز کراچی ۲۰۰۱ء
۲۹۷ء۰۴ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری
ث۲۷ت تعارف اہل حدیث، ص:۱۵، اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان، س۔ن
۲۹۷ء۰۴ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری
ث۲۷ا اسلام اور اہل حدیث، ص:۱۵، مرکزی جامع مسجد اہل حدیث نظام آباد سیالکوٹ، س۔ن
۲۹۷ء۰۴ جاوید انور صدیقی
ج۲۱پ پسند اپنی اپنی، ص:۵۶، ادارۃ الاصلاح فیصل آباد ۲۰۰۰ء
۲۹۷ء۰۴ جاوید اقبال سیالکوٹی
ج۲۱خ خطبات جاوید اقبال، ص:۹۶، مکتبہ ابوہریرہ جامعہ محمدیہ سیالکوٹ ۲۰۰۶ء
۲۹۷ء۰۴ قاری شاہ محمد جعفر پھلواری
ج۳۹ق قرآن اور حدیث کا فرق، ص:۳۲، ادارہ معارف الحق کراچی ۱۹۸۱ء
۲۹۷ء۰۴ جلال الدین جلال
ج۴۹ا اخلاقِ جلالی، ص:۱۲۴
۲۹۷ء۰۴
ج۵۱۵م متفرق مضامین، ص:۳۵، جماعت المسلمین۔ س، ن
۲۹۷ء۰۴ حافظ ابوالفرج عبدالرحمٰن الجوزی۔ مترجم: سیف الرحمٰن الفلاح
ج۸۷ب باپ کی بیٹے کو چند نصیحتیں، ص:۲۴، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ اوکاڑہ پاکستان ۱۹۸۸ء
۲۹۷ء۰۴ پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

ح۲۴خ خطبات سیرت مصطفیٰ، ص:۴۳۶، حامد اکیڈمی وزیر آباد پاکستان ۲۰۰۱ء
۲۹۷ء۰۴ پروفیسر حافظ عبدالستار حامد
ح۲۴خ خطبات سورۃ الفاتحہ، ص: ۵۶۰، حامد اکیڈمی وزیر آباد پاکستان ۲۰۰۰ء
۲۹۷ء۰۴ پروفیسر حافظ عبدالستار حامد
ح۲۴خ خطبات سورہ الیوسف، ص:۴۸۸، حامد اکیڈمی وزیر آباد پاکستان ۱۹۹۴ء
۲۹۷ء۰۴ حضرت مولانا محمد علی جانباز
ج۲۰۵ع عورت کا سیاست میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت، ص:۲۴، ناصر روڈ سیالکوٹ۔ س، ن
۲۹۷ء۰۴ مولانا حق نواز شہید
ح۶۵ش شیعہ اپنا دفاع کریں، ص:۲۵، عامر اکیڈمی اچھرہ روڈ لاہور۔ س، ن
۲۹۷ء۰۴ مولانا ابوالحسن علی ندوی
ح۴۸ح حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب، ص:۱۱۱، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ ۱۹۷۹ء
۲۹۷ء۰۴ مولانا ابوالحسن علی ندوی
ح۴۸ع عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح، ص:۱۲۸، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی۔ س، ن
۲۹۷ء۰۴ ابوالحسن اعظمی
ح۴۱ح حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات، ص:۲۹۶، عدنان پبلشرز اردو بازار لاہور ۱۹۹۸ء
۲۹۷ء۰۴ حسن البنا۔ ترجمہ: معروف شاہ شیرازی
ح۴۱۲ح حسن البنا کی یاد داشتیں، ص:۲۵۸، احیائے اسلام اکیڈمی نسبت روڈ لاہور، س۔ن
۲۹۷ء۰۴ مولانا عبدالغفار حسن
ح۴۴د دین میں غلو، ص:۴۰، رباط العلوم الاسلامیہ، عالمگیر روڈ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۹۷٫۰۴ مولوی ابوالحسن سیالکوٹی
ح ۴۱ خ خطبات التوحید، ص:۲۲۴، شیخ احمد تاجر کتب لاہور ۱۳۲۳ھ
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید حسن ندوی
ح ۴۵ ا اسلام کا تصور اجتماعی، ص:۵۲، مکتبہ ملی کراچی ۱۳۸۹ھ
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ا ۱۳۵ ن نئی دنیا (امریکا) میں صاف صاف باتیں، ص:۱۳۸، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۹۷۷ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا ابوالحسن علی ندوی
ا ۱۳۵ م مذہب وتمدن، ص:۱۱۲، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۹۸۰ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا ابوالحسن علی ندوی
ا ۱۳۵ ت تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات، ص:۱۴۲ مجلس نشریات اسلام ناظم آبادی کراچی ۱۹۸۶ء
۲۹۷٫۰۴ ابوالحسن علی ندوی
ا ۱۳۵ م مذہب وتمدن، ص:۱۲۸، ادارہ نشریات اسلام رحیم یارخاں۔س،ن
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن ندوی
ا ۱۳۵ ح حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب، ص:۱۱۱، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۹۷۹ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ا ۱۳۵ ا اصلاحیات، ص:۱۷۱، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۹۸۰ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ا ۱۳۵ م مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں، ص:۱۸۷، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۷۹ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔مترجم: مولوی عبداللہ عباس ندوی

ا ۱۳۵ ت تبلیغ ودعوت کا معجزانہ اسلوب، ص:۱۵۲ مجلس نشریات اسلام کراچی۔س،ن
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن ندوی
ا ۱۳۵ د دستور حیات، ص:۲۴۰، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا سید ابوالحسن ندوی
ا ۱۳۵ ک کاروان مدینہ، ص:۲۲۳، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء
۲۹۷٫۰۴ محمد الحسینی
ح ۴۸ ح حدیث پاکستان، ص: ۱۸۴، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء
۲۹۷٫۰۴ مولانا نجم الدین اصلاحی
ن ۳۳ م مکتوبات شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، ص:۴۰۲ مدنی کتب خانہ اردو بازار گوجراں والا۔س،ن
۲۹۷٫۰۴ ڈاکٹر محمد حمیداللہ
ح ۵۷ خ خطبات بہاولپوری، ص:۳۲۶، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۴۰۱ھ
۲۹۷٫۰۴ ڈاکٹر محمد حمیداللہ
ح ۵۷ ن نگارشات عالمی شہرت یافتہ عالم دین ڈاکٹر حمیداللہ، ج:۲ ص:۶۹۶، بیکن بکس اردو بازار لاہور ۲۰۰۴ء
۲۹۷٫۰۴ شیخ عمر فاروق
ع ۹۴ ش شریعت اسلامیہ کے محاسن (حصہ دوم) ص: ۵۴۴، جامعہ تدبر القرآن لاہور ۲۰۰۳ء
۲۹۷٫۰۴ حکیم ارشد محمود کھوکھر
ا ۳۵ خ خطبات ربانی (محمد حنیف ربانی) ص:۱۹۸، ادارہ دارالقرآن والحدیث کامونکی ۲۰۰۳ء
۲۹۷٫۰۴ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان
س ۸۴ م مکاتیب سلمان، ص:۱۷۳، المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ۔س،ن۔

❀❀..........❀..........❀❀

تبلیغی جلسے

① ...... جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر ۹۱ شمالی سرگودھا میں ۵۔اپریل بروز ہفتہ بعد نماز عشاء سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر جلسہ ہوگا۔مولانا عبدالعزیز راشد، پروفیسر عبدالغفار اور مولانا سردار عابد خطاب کریں گے۔[مولانا عبدالستار خطیب مسجد ہذا]

② ...... مؤرخہ ۹۔اپریل بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد مبارک اہل حدیث سمن آباد فیصل آباد، سیرت محسن انسانیت ﷺ کانفرنس ہوگی۔مقررین: قاری محمد حنیف ربانی، مولانا عبدالعزیز راشد، محمد یوسف انور صاحب۔صدارت: حاجی محمد سلیمان صاحب صدر مسجد ہذا۔ [پروفیسر عتیق الرحمٰن عزیز]

③ ...... جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر ۲۲۵ ملکھانوالہ ضلع فیصل آباد میں مولانا عبدالعزیز راشد اور مولانا محمد طیب معاذ صاحبان خطاب کریں گے۔ [محمد اشفاق چیمہ، ناظم اہل حدیث یوتھ فورس]

خطبہ جمعۃ المبارک

مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد میں ۴۔اپریل ۲۰۰۸ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مولانا محمد عبداللہ نثار حفظہ اللہ صاحب ارشاد فرمائیں گے۔
[محمد جابر حسین مدیر مرکز ہذا۔فون: 0300-4246020]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوشخبری

مرکز ادارۃ الإصلاح پاکستان

البدر (بنکہ بلوچاں) پھول نگر، منطقة قصور

کے زیر اہتمام

کلیة القرآن الکریم والتربیة الاسلامیة

الحمد للہ سات سال سے طالبات کی تعلیم و تربیت کے ذریعے خدمت دین انجام دے رہا ہے۔ اور آج سے قبل "کلیة القرآن الکریم والتربیة الإسلامیة" کے زیر اہتمام طالبات کے لیے ① چھ ماہ کا تربیتی کورس، ② 40 دن کا تفسیر القرآن کورس ③ ایک سالہ تفسیر القرآن مع تجوید کورس اور ④ 40 روزہ فہم القرآن کورس (سمر کورس) مکمل ہو چکا ہے اور قراءات عشرہ متواترہ کا کورس تکمیلی مراحل میں ہے اور اب چار ماہ کے فہم القرآن کورس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ جس میں مکمل ترجمہ قرآن و مختصر تفسیر، تجوید القرآن، حدیث، گرامر، عقیدہ، سیرت رسول ﷺ، مسلم ہیروز اور آداب اسلامیہ کے علاوہ تربیتی دروس بھی ہوں گے۔ داخلہ کی خواہش مند طالبات اپنے والدین اور متعلقہ اساتذہ کے ساتھ مدیر کلیہ سے رابطہ کریں۔

شرائط: ① کم از کم مڈل پاس ہو ② ناظرۃ القرآن روانی سے پڑھ سکتی ہو۔

نوٹ: داخلہ وانٹرویو: 18 اپریل 2008 تا 20 اپریل 2008

(۱) داخلہ ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا۔ (۲) کورس دورانیہ: 20 اپریل 2008 تا 17 اگست 2008

الداعی إلی الخیر

(قاری) صہیب أحمد میر محمدی

مدیر کلیة القرآن الکریم والتربیة الإسلامیة

موبائل: 0333-4296679
0300-4306893
0333-4358421
فون: 049-4005009